WWW. ZUM ZUM.COM/KHATME-NUBUWWAT

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۷ | ۷ تا ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۱ جولائی تا ۶ اگست ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۱۰

قادیانی ریاست بنانے کی سازش

فرنٹیئر پوسٹ کے ایک خط کی وضاحت

پاکستان ۔ عالم اسلام کا پہلا ایٹمی ملک

تیرھویں عالمی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

تحقیقی جائزہ

دارالعلوم دیوبند سے قیامِ پاکستان تک ایک تاریخی دستاویز

قیمت: ۵ روپے

آپ کے مسائل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حلال خون اور حلال مردار کی تشریح:

س..... ایک حدیث کی رو سے دو قسم کے مردار اور دو قسم کے خون حلال ہیں برائے مہربانی وہ دو قسم کے مردار جانور اور دو قسم کے خون کون سے ہیں اور وہ حدیث بھی تحریر فرمائیں بقول الف کے دو قسم کا مردار ۱- مچھلی ۲- ٹڈی دو قسم کا خون (۱) قاتل کا خون (۲) مرتد کا خون حلال ہے کیا یہ قول درست ہے؟

ج..... الف نے جو کہا ہے کہ مردار جانور سے مردار (۱) ٹڈی (۲) مچھلی ہے تو یہ بات اس کی ٹھیک ہے لیکن مردار سے حرام مراد نہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ ٹڈی اور مچھلی کو اگر زندہ پکڑا جائے تو یہ دونوں بغیر ذبح کرنے کے حلال ہیں کیونکہ اگر پکڑنے سے پہلے مر گئے تو ان کا کھانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور اس حدیث میں جو خون کا ذکر ہے اس سے مراد (۱) جگر، (۲) تلی ہے زید نے جو خون کے متعلق کہا ہے کہ دونوں خون سے مراد خون قاتل اور خون مرتد ہے، تو یہ غلط ہے، کیونکہ مذکورہ حدیث میں دونوں خونوں کو تصریحاً ذکر کیا گیا ہے۔ باقی قاتل اور مرتد کا ذکر دوسری حدیث میں ہے ان دونوں کو مباح الدم قرار دیا گیا ہے یعنی قاتل کو مقتول کے بدلے اور مرتد کو تبدیل دین کی وجہ سے قتل کیا جائے باقی اس سے مراد یہ نہیں کہ ان دونوں کا خون حلال ہے۔

(امداد اللہ بھٹی، کراچی)

س: میرے بیٹے کے دفتر میں اس کے ساتھ ایک عیسائی لڑکی بھی کام کرتی ہے، وہ مسلمان ہو کر میرے بیٹے سے شادی کرنا چاہتی ہے؟

ج: اگر وہ سچے دل سے مسلمان ہو جائے تو نکاح جائز ہوگا، لیکن اس کی تعلیم و تربیت کے لئے ضروری ہے کہ لڑکے کے ساتھ اس کو مستورات کی جماعت میں بھیجنے کا اہتمام کیا جائے، ورنہ مسلمان ہونے کے بعد بھی اس میں پرانی عادات و اطوار رہیں گی۔

س: غیر مسلم لڑکی کو مسلمان کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اور کس ہستی کے ہاتھوں اس کام کو سرانجام دیا جائے؟

ج: مسلمان کرنے کے لئے اس کو کلمہ پڑھا دیا جائے، کہ وہ عیسائی مذہب سے بیزاری کا اعلان کرتی ہے۔ اگر کسی عالم دین کے پاس لے جائیں تو بہتر ہوگا۔

س: شادی کے بعد لڑکی کا عیسائی والدین کے ہاں آنا جانا، کھانا پینا یا ان کا آنا جانا اور کھانا پینا یا بامر مجبوری دیگر اعزاء (عیسائی) سے لڑکی کا ملنا کیسا ہے؟

ج: یہ چیزیں بامر مجبوری کی حد تک رہیں تو گنجائش ہے، لیکن حتی الوسع ان سے اختلاط نہیں ہونا چاہئے اور غیر مسلموں کے برتن بھی الگ ہونے چاہئیں۔ خواہ یہ جائے یا وہ آئیں۔

س: لڑکی کے مسلمان ہونے کی اخبار وغیرہ میں تشہیر ضروری ہے؟

ج: اس کے اسلام لانے کی تشہیر جہاں تک ممکن ہو بہتر ہے۔

س: ان کے علاوہ کچھ اور بھی جزئیات ہوں کہ جن سے میں بے خبر ہوں تو فرمادیں؟

ج: میرے ذہن میں کوئی اور چیز نہیں، بس اسلام لانے سے پہلے کی اور اسلام لانے سے بعد کی حالت میں تبدیلی ہونی چاہئے۔ (واللہ اعلم)

(ظہیر احمد، مسقط)

س: میرا نکاح اپنے سگے چچا کی پوتی سے ہوا تھا، لڑکی کے والد نے اپنے والد اور بھائیوں کو مشورہ کے بعد یہ ذمہ داری سونپ دی تھی کہ وہ لڑکی کا نکاح مجھ سے کردیں۔ نکاح ہوگیا، لیکن اس میں لڑکی اور اس کے والد موجود نہ تھے۔ لڑکی کو جب کچھ عرصے بعد نکاح کا پتہ چلا تو اس نے کوئی منفی رد عمل ظاہر نہیں کیا بلکہ وہ خوش تھی، رخصتی کے بعد بھی میں نے خلوت میں اس سے پوچھا وہ نکاح پر خوش ہے؟ تو اس نے کہا کہ اگر نکاح قبول نہ ہوتا تو کبھی میرے پاس نہ آتی۔ آنجناب سے دریافت یہ کرتا ہے کہ آیا یہ نکاح درست ہوا؟

ج: نکاح درست ہے، وہم میں مبتلا نہ ہوں۔

(آصف شکیل، کراچی)

س: میں جب استنجا کر کے اٹھتا ہوں تو پیشاب کے قطرے گرتے ہیں، نماز کے لئے کیا صورت اختیار کی جانی چاہئے؟

ج: پیشاب کے بعد جب تک اطمینان نہ ہو جائے کہ اب قطرے نہیں آئیں گے تب تک وضو نہ کریں، بلکہ ٹشو سے استنجا خشک کیا کریں اور اگر کسی طرح قطرے بند ہی نہیں ہوتے تو آپ معذور ہیں، ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کریں۔

س: جب شہوت کا اثر ہو لیکن منی نہ نکلے بلکہ جب پیشاب کے لئے بیٹھے تب پہلے قطرے ہوں بعد میں پیشاب ہو تو کیا اس سے غسل فرض ہو جاتا ہے؟

ج: اس سے غسل واجب نہیں ہوتا، جب منی کا اخراج شہوت کے ساتھ ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

○

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۲۴ تا ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۸ تا ۲۴ اگست ۱۹۹۸ء | شمارہ ۱۹

بیاد:
☆امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆مولانا محمد علی جالندھریؒ ☆مولانا لال حسین اخترؒ
☆مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆مولانا محمد حیاتؒ ☆مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆مولانا محمد شریف جالندھریؒ

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مدیر: مولانا اللہ وسایا
مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

اس شمارے میں

☆ مسلم حکمرانوں کی بے حسی یا بے غیرتی!!	(اداریہ)	4
☆ تیرھویں عالمی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم	(تحقیقی جائزہ)	6
☆ قادیانی ریاست بنانے کی سازش	(محترم فاروق عادل)	11
☆ فرنیچر پوسٹ کے ایک خط کی وضاحت	(پروفیسر عبدالماجد)	15
☆ دارالعلوم دیوبند سے قیام پاکستان تک	(عبدالحمید کشمیری)	16
☆ پاکستان عالم اسلام کا پہلا ایٹمی ملک	(مولانا محمد عمر فاروق شیخ)	20
☆ اخبار ختم نبوت		22

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
منیجر: محمد انور رانا
سرکولیشن: فیصل عرفان
کمپوزنگ: خرم

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ امریکی ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۵ روپے، سالانہ: ۲۵۰ روپے، ششماہی: ۱۵۰ روپے، سہ ماہی: ۸۰ روپے
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹ - ۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

دفتر مرکزی: حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
دفتر کراچی: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
دفتر لندن: 35 STOCKWELL GREEN LONDON. SW9. 9HZ. U.K. PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب رحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلم حکمرانوں کی بے حسی یا بے غیرتی؟

دنیا میں اس وقت ایک ارب دس کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ پچاس کے قریب اسلامی ریاستیں ہیں اور بعض ریاستیں اتنی مالدار ہیں کہ آدھی دنیا خرید سکتی ہیں' سب سے مضبوط سکہ مسلمانوں کے پاس ہے' سونا اور تیل جیسی مضبوط ترین دولت کا وافر حصہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور ذہنی صلاحیت کے اعتبار سے بھی مسلمان کسی سے کم نہیں۔ امریکہ کے اکثر ڈاکٹر' انجینئر پاکستانی اور مسلمان ہیں' فوجی قوت کے لحاظ سے بھی کم نہیں' پاکستانی فوج دنیا کی سب سے بہادر اور مضبوط فوج ہے' افغانستان کے مجاہدین نے جذبہ جہاد کے ذریعہ سپر طاقت روس کا شیرازہ منتشر کردیا۔ بوسنیا میں نہتے مجاہدین نے سربوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا۔ چیچنیا میں مجاہدین نے روس کو شکست فاش دے کر آزادی حاصل کی اور اب کوسوو میں مجاہدین جان کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ مسلمان کے جذبہ جہاد سے امریکہ جیسی سب سے بڑی طاقت کے خوف کا یہ عالم ہے کہ اسامہ بن لادن جیسے ایک شخص سے جس کو اس کے اپنے ملک نے شہریت منسوخ کرکے ملک بدر کردیا۔ سوڈان سے اس کو نکلوادیا گیا اور اب وہ افغانستان کے ایک نامعلوم علاقے میں ایک طرح سے چھپا ہوا ہے امریکہ اس شخص سے خوفزدہ ہے اور سعودی عرب پر مسلسل دباؤ ہے کہ وہ اسامہ بن لادن کو اپنے ملک میں قید کرے یا امریکہ کے حوالے کرے' ایک نابینا مسلمان رہنما عبدالرحمٰن کو قید کیا ہوا ہے' اور ان کو جیل میں مسلسل اذیتیں دی جارہی ہیں' اسمل کانسی کو پاکستان سے طلب کیا کہ کہیں وہ امریکہ کی تنصیبات پر حملہ نہ کردے۔ ان تمام تر مضبوط قوتوں کے باوجود ہمارے حکمرانوں کی بے غیرتی یا بے حسی ملاحظہ فرمائیں کہ لیبیا کے ایک باشندہ پر شبہ ہے کہ اس نے امریکہ کے ایک صدر کے خلاف قتل کی سازش تیار کرنے کی کوشش کی ہے' ایک بم دھماکہ میں وہ ملوث ہو سکتا ہے اس پر پوری دنیا سے زبردستی اقتصادی بائیکاٹ کرادیا گیا۔ ان کے جہاز تمام ملکوں میں بند کردیئے گئے' ان کے شہریوں کو اتنی بڑی سزا کہ وہ حج کے لئے بھی نہیں جاسکتے اسی طرح عراق پر پابندیاں عائد کرکے ان کے شہریوں کی زندگی اجیرن ہوگئی ہے' ذلت کے تمام راستے اختیار کرلئے اس کے باوجود اقتصادی پابندیاں ختم نہیں کی جارہی ہیں۔ اس سے زیادہ بے غیرتی اور بے حسی کیا ہوگی کہ گزشتہ دنوں لیبیا کے صدر کذافی ورزش کرتے ہوئے زخمی ہوگئے تو صدر یاسر عرفات عیادت کے لئے جانا چاہتے تھے ان کو ہوائی جہاز میں جانے کی اجازت ان کو نہیں دی گئی۔ اسی طرح صدر حسنی مبارک بغیر اجازت جہاز میں چلے گئے تو ان کے خلاف قرارداد پاس کرکے کارروائی کی دھمکی دی گئی۔ اس سے زیادہ ہمارے حکمران کیا بے بس ہوں گے؟ ایک ملک کے صدر کی اتنی بھی حیثیت نہیں کہ وہ ایک مسلمان کی عیادت کے لئے جاسکے۔ تف اور لعنت ہے ایسی حکمرانی پر! اس سے زیادہ باغیرت تو افریقہ کا حکمران ہے کہ وہ لیبیا کے صدر سے ملنے گیا۔ امریکہ اور اقوام متحدہ نے دھمکی دی۔ اس نے صاف جواب دے دیا کہ ہم اپنے محسنوں کو امریکہ کی یا اقوام متحدہ کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ عیسائیوں کا اپنا یہ حال کہ تمام پابندیوں سے ان کا مذہبی شہر ﴿ویٹی کن سٹی﴾ مستثنیٰ ہے۔ لیکن مسلمانوں کا حج اس سے مستثنیٰ نہیں ایسے حکمرانوں کو حکمرانی کا کیا حق جس کو اپنی مرضی سے سفر کی بھی اجازت نہیں' یہ خالص غلامی ہے۔ اسرائیل ایٹمی دھماکے کرے پابندی نہیں' عراق پر حملہ کرکے اس کی ایٹمی تنصیبات تباہ کرے' کوئی پابندی نہیں' ہندوستان ایٹمی دھماکہ کرے کوئی پابندی نہیں' کشمیریوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ دے کوئی پابندی نہیں' لیکن سعودی عرب ایک عیسائی نرس کو اس کے اپنے ہم پیشہ عیسائی نرس کے قتل میں قانون کے مطابق سزائے موت دے تو پورا برطانیہ اور یورپ کھڑا ہو جاتا ہے اور سعودی عرب پر دباؤ ڈال کر اس کی رہائی اور سزا معاف کرانے کی کوشش کرتا ہے اور سزا معاف کرالیتا ہے ورنہ تعلقات ختم کرنے کی دھمکی دیتا ہے۔

یہ حکمرانی ہے یا غلامی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ ہمارے مسلمان کب ہوش میں آئیں گے؟ اسلامی تشخص کب بیدار ہوگا۔ آج وائٹ ہاؤس میں امریکیوں کی حکومت نہیں بلکہ ان چھ سو یہودیوں کی حکومت ہے جو مختلف عہدوں پر فائز ہیں۔ قرآن کریم کا واضح فیصلہ ہے کہ ﴿یہود اور نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی اتباع نہ کرو﴾ آج جزیرۃ العرب میں امریکی' فرانسیسی اور یورپی فوج کی وجہ سے حرمین الشریفین پر قبضہ کا خطرہ ہے' بیت المقدس یہودیوں کے قبضہ میں ہے' مسلم حکمران اپنے اقتدار کو بچانے کے لئے امریکہ کی خوشنودی کو سب سے بڑا انعام تصور کرتے ہیں' ایسے وقت میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ عالم اسلام کے مسلمان سخت خطرے میں ہیں' ان کے بچاؤ کا ایک ہی راستہ ہے' ہر مسلمان اپنے آپ کو جہاد کے لئے تیار کرلے' حکمرانوں پر دباؤ ڈال کر مجبور کیا جائے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے غلام بن جائیں' نفاذ شریعت مکمل طور پر کرلیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی مدد آجائے' حکمران فیصلے کریں کہ ہم نے آپس میں مسلمان ملکوں نے اپنے بارے میں خود فیصلہ کرنا ہے' اقتصادی بائیکاٹ اقوام متحدہ کے حکم سے نہیں ہوگا بلکہ اس کے فیصلہ کے لئے تمام اسلامی ممالک کے علمائے کرام پر مشتمل ایک سپریم کونسل تشکیل دی جائے یا آئی او سی سے فیصلہ کرایا جائے۔ مسلم حکمران ایک دوسرے کے ملک میں آنے کے لئے آپس میں فیصلے کریں۔ امریکہ کی خوشنودی حاصل نہ کریں' جہاں مسلمانوں پر مظالم ہوں اقوام متحدہ کا انتظار نہ کریں بلکہ قریبی مسلمان ملک فوری طور پر ان کی مدد کرے۔ کشمیر' فلسطین' کوسوو' چیچنیا' برما کے مسلمانوں کو آزاد کرانے کے لئے جہاد کا اعلان کیا جائے۔ تمام اسلامی ممالک امریکی اور یہودی بینکوں سے اپنی رقوم نکال لیں۔ اگر یہ اقدامات کرلیں تو امریکہ اور مغرب گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوں گے ورنہ ہمارے حکمران مزید غلامی میں پھنستے جائیں گے' لیکن ایک بات واضح ہے کہ اب عوام اور مسلمان بیدار ہو چکے ہیں وہ اپنے حکمرانوں کی غلط روش پر ان کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اب جزیرۃ العرب سے امریکی اور یورپی فوجوں کو

نکلنا ہو گا اور مسلم حکمرانوں کو اسلامی نظام نافذ کرنا ہو گا۔

ورنہ داستان نہ ہو گی تیری داستانوں میں

کراچی کے حالات کس ڈگر پر لے جا رہے ہیں!

گزشتہ کئی سال سے کراچی کے حالات کو جس تباہی کی طرف لے جانے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ اب وہ تباہی کے آخری درجے پر اس طرح پہنچ چکا ہے کہ ایک سروے رپورٹ کے مطابق کراچی میں ۹۰ فیصد لوگ خوف کی زندگی گزارے ہیں۔ کسی شخص کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ گھر زندہ واپس بھی آئے گا بھی یا نہیں۔ گزشتہ چند ماہ قبل ڈاکٹر حبیب اللہ مختار' مولانا عبدالسمیع کو سر عام شہید کیا گیا۔ اسی طرح سپاہ صحابہؓ کے بے شمار لڑکے شہید کئے گئے۔ گزشتہ چند روز قبل دو مذہبی جماعتوں کے دو اہم مذہبی رہنما سلیم رضا اور وحید قادری کو قتل کر دیا گیا۔ روزانہ دو چار آدمی ضرور قتل کر دیے جاتے ہیں۔ چند روز قبل ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کے مرید جناب حبیب کو اپنی بیوی کے ہمراہ گھر میں سوتے ہوئے گولیوں سے چھلنی کر کے شہید کر دیا گیا۔ ان کا ایک بچہ باپ کی لاش پر ساری رات خوف زدہ پڑا رہا کسی نے بھی اتنی ہمت نہیں کی کہ جھانک کر ہی دیکھ لیتے۔ ایسی خطرناک صورت حال ہے کہ اگر دن دھاڑے کوئی کسی پر فائرنگ کر رہا ہو تو کوئی شخص چھڑانے کے لئے تیار نہیں۔ ڈاکہ زنی اور چوری کی تو الگ بات ہے کاروبار تباہ کر دیے گئے' غرض ایک عذاب کی زندگی ہے۔ حکمران روزانہ اعلان کرتے ہیں کہ دہشت گردی سے آہنی ہاتھ سے نمٹا جائے گا لیکن پھر دوسرے دن قتل و غارت گری شروع ہو جاتی ہے۔ متحدہ قومی موومنٹ' پی پی پی' جماعت اسلامی' جمعیت علمائے اسلام' جمعیت علمائے پاکستان' مہاجر قومی موومنٹ اور بعض دیگر سیاسی رہنما و دانشور دعویدار ہیں کہ کراچی ملک کا قلب ہے۔ منی پاکستان ہے اور ہم اس میں امن و امان کی بحالی چاہتے ہیں گویا اس طرح حکومت اور دیگر جماعتیں اس معاملے میں متفق ہیں لیکن اس کے باوجود افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کراچی کے لوگوں سے یہ عذاب ختم ہونے پر نہیں ہوتا کسی نہ کسی بہانے اس کو غیر مستحکم کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ نئی نسل کی آہنی نشوونما انتقامی جذبے میں پرورش چڑھتی ہے۔

پوری دنیا میں کراچی بدنام ہو چکا ہے۔ مذہبی لوگ اور علمائے کرام قوم کی اصلاح میں ناکام ہو چکے ہیں اس صورت میں اگرچہ عام تاثر تو یہ ہے کہ اصلاح کی کوئی گنجائش نہیں مگر ذات باری تعالیٰ سے مایوس ہونا کفر ہے۔ ہم تمام مسلمانوں سے عموماً علمائے کرام اور خطبائے کرام سے درخواست کریں گے کہ کراچی کو تباہی سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ دعاؤں کا اہتمام کریں' سورہ یٰسین شریف کے ختم کا اہتمام کریں' ہر نماز کے بعد مسجدوں میں دعاؤں کا اہتمام ہو' نوجوان نسل کو دین کی طرف راغب کیا جائے تبلیغی جماعتیں کراچی کی ایک ایک گلی میں گشت کریں اللہ تعالیٰ کراچی کے حالات پر رحم فرمائے۔ (آمین)

مرزا طاہر حقائق کو مسخ نہ کریں (۲)

مندرجہ بالا چند حوالہ جات مرزا طاہر صاحب کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہوں گے اور لوگوں پر بھی مرزا طاہر کی حقائق مسخ کرنے کی جسارت واضح ہو چکی ہو گی اور امید ہے کہ آئندہ مرزا طاہر یہ دعویٰ نہیں کریں گے کہ ان کی جماعت یا ان کے جھوٹے مدعی نبوت نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ اب آتے ہیں تعمیر پاکستان میں قادیانی جماعت کے کردار سے متعلق مرزا طاہر کے دعویٰ یا غلط بیانی کی طرف' اس سلسلے میں سب سے پہلا نام سر ظفر اللہ قادیانی وزیر کا آتا ہے۔ ان صاحب کی دورخی پالیسی باؤنڈری کمیشن میں حوالہ جات سے واضح ہو چکی ہے۔ بعینہ اسی طرح انہوں نے وزارت خارجہ کے قلمدان کو پاکستان کی بہتری کے لئے استعمال کرنے کے بجائے قادیانیت کے فروغ کے لئے استعمال کیا۔ تمام سفارت خانوں کو قادیانی مشنوں میں تبدیل کر دیا۔ پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی کوشش کی۔ بلوچستان میں قادیانیت کو فروغ دینے کی مہم شروع کی ملک کو ایسے معاہدوں میں الجھایا کہ اب تک پاکستان امریکہ کی غلامی سے نہیں نکل سکا' قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ ہم پاکستان یا بلوچستان کو احمدی اسٹیٹ بنائیں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اگر اس وقت مزاحمت نہ کرتی تو ان کے عزائم کامیاب ہو جاتے' ایم ایم احمد قادیانی نے بنگلہ دیش بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ فضائیہ کے قادیانی سربراہ ظفر چوہدری نے مرزا ناصر کو سالانہ جلسے کے موقع پر جہازوں سے سلامی دلائی' جب بھٹو صاحب نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے کہا کہ میں پہلے اپنے خلیفہ کا وفادار ہوں' پھر پاکستان کا۔ یہ تعمیر پاکستان ہے یا تخریب پاکستان؟ مرزا طاہر صاحب اگر حقائق کو تفصیل سے بیان کر دیں تو ایک ایک حقیقت واضح ہو جائے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ حقائق کو مسخ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ یہ آپ کی بھول ہے۔ ابھی مسلمانوں کے حافظے اتنے کمزور نہیں ہوئے اور نہ ہی وہ اتنے بے غیرت ہیں کہ آپ کے مظالم کو بھول جائیں۔ یہ تو صرف نمونے کے طور پر چند باتیں عرض کر دیں' اب آئیے اس کے تیسرے دعویٰ کی طرف کہ ایٹمی قوت بننے میں مرزائی اور قادیانی سائنس دانوں کا بڑا ہاتھ ہے اور اس سلسلے میں آپ نے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نام لیا۔ آیئے آپ کو اصل آئینہ دکھائیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی سائنس دانوں نے پاکستان کا ایٹمی پروگرام تباہ کیا یا اس کو مضبوط بنایا؟ پاکستان کی خدمت کی یا پاکستان کو نقصان پہنچایا۔ ایٹمی راز امریکہ اور اسرائیل کو پہنچائے یا حفاظت کی؟ (جاری ہے)

محمد جمیل خان

تیرھویں عالمی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

تحقیقی جائزہ

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے اعزازات و انعامات سے سرفراز فرمایا اور ایسے ایسے انعامات اور شرف عطا فرمائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان انعامات کو ملاحظہ فرمانے کے بعد رب کائنات سے درخواست کی کہ یہ امت ان کو عطا کردی جائے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب تورات عطا کی گئی تو اس میں نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خصوصیات دیکھیں تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یہ امت مجھ کو عطا کردی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت کے نبی کا انتخاب ہوچکا ہے اور وہ آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی وجہ سے اس کائنات کی تخلیق کی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ عرض کیا۔ اے رب پھر مجھے اس نبی کا امتی بنادے۔ مفسرین اور فقہاء کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز اور شرف اس لئے عطا کیا گیا کہ ان کو نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اولوالعزم پیغمبر عطا کئے گئے جو نہ صرف اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے بلکہ آخری نبی بھی تھے۔ گویا کہ اس امت کو جو بھی خصوصیات حاصل ہیں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی وجہ سے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ہی سے یہودیوں اور عیسائیوں نے کوشش کی کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق حضور آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑدیا جائے یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں ہی جھوٹے مدعیان نبوت کا آغاز ہوگیا تھا اور اسود عنسی' مسیلمہ کذاب' طلیحہ اسدی اور سجاح بنت حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنے آپ کو نبی بناکر پیش کیا۔ مسلمانوں نے صرف ان کو مسترد ہی نہیں کیا بلکہ ان کے خلاف اعلان جہاد بھی کیا۔ اسود عنسی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی کیفر کردار کو پہنچا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل ہونے کی خبر جبرائیل امینؑ نے دی جبکہ ابھی تک اس کو قتل کرنے والے حضرت فیروز دیلمیؓ مدینہ منورہ نہیں پہنچے تھے' جبکہ مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حارث نے آپس میں شادی کرکے مسلمانوں کے خلاف مشترکہ مہم جوئی شروع کی۔ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے خلاف اعلان جہاد فرمایا۔ اس وقت مسلمانوں کے اکثر مجاہدین حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ شام کی طرف گئے ہوئے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس جہاد کے لئے اعلان فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس جہاد کے لئے اپنا نام لکھائیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس اعلان کے جواب میں اصحاب بدر' مفسرین' محدثین اور فقہا کرام نے اپنا نام اس لشکر میں لکھایا۔ بہت اہم معرکہ ہوا۔ ۱۲ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے جس میں سات سو حفاظ کرام اور قراء حضرات تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمام غزوات اور سرایا میں اتنے صحابہ کرام شہید نہیں ہوئے جتنے صرف ایک جہاد میں شہید ہوئے۔ آخر کار مسیلمہ کذاب اپنے ۲۸ ہزار لشکر کے ساتھ نیست و نابود ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور عقیدہ ختم نبوت کا جھنڈا بلند ہوا۔ اس وقت سے لے کر اب تک تقریباً "۴۷ افراد نے اس قسم کے دعوے کئے۔ ائمہ تلبیس کے مؤلف مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری نے ان لوگوں کے نام اور دعاوی کی تفصیلات اپنی تالیف ائمہ تلبیس میں جمع کی ہے۔ اس کے مطابق صاف ابن صیاد مدنی' اسود عنسی' طلیحہ اسدی' مسیلمہ کذاب' سجاح بنت حارث' مختار ابن ابوعبید ثقفی' حارث کذاب دمشقی' مغیرہ بن سعید عجلی' بیان بن سمعان تمیمی' ابومنصور عجلی' صالح بن طریف برغواطی' بہافرید زوزانی نیشاپوری' اسحاق اخرس مغربی' استاد سیس خراسانی' ابوعیسیٰ اسحاق اصفہانی' حکیم مقنع خراسانی' عبداللہ بن میمون اہوازی' بابک بن عبداللہ خرمی' احمد بن کیال بلخی' یحییٰ بن فارس ساباطی' علی بن محمد خارجی' حمدان بن اشعث قرمط' ابوسعید بن بہرام جنابی قرمطی' ذکرویہ بن ماہرو قرمطی' یحییٰ بن ذکرویہ قرمطی' حسین بن ذکرویہ معروف بہ صاحب والشامہ' عبیداللہ مہدی' علی بن فضل یمنی' ابوطاہر قرمطی' حامیم بن من اللہ محکسی' محمد بن علی شلمغانی' عبدالعزیز باسندی' ابوالطیب احمد بن حسین

متنبی' ابو علی منصور ملقب بہ الحاکم بامراللہ' اصغر بن ابوالحسین' تغلبی' ابو عبداللہ ابن شباس صیمری' حسن بن صباح حمیری' رشید الدین ابوالحشر سنان' محمد بن عبداللہ بن تومرت حسنی۔ ان تمام جھوٹے مدعیان نبوت نے اپنے اپنے وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان میں سے اکثر تو ایسے تھے جن کا فتنہ معمولی درجے سے اوپر نہ پہنچ سکا' اس لئے عام طور پر مؤلفین ان کا تذکرہ نہیں کرتے۔ البتہ ان میں بعض جھوٹے مدعیان نبوت نے دنیاوی لحاظ سے کافی لوگوں کو گمراہ کیا لیکن بہرحال یہ بات سب میں مشترک ہے کہ امت نے مجموعی طور پر ان تمام جھوٹے مدعیان نبوت کو نہ صرف مسترد کردیا بلکہ اکثر کے خلاف جہاد بھی کیا اور اکثر جھوٹے مدعیان نبوت دنیا میں بھی اپنے انجام بد کو پہنچ گئے۔

برصغیر میں انگریزی دور حکومت میں انگریزوں نے جب یہ دیکھا کہ مسلمان کسی صورت میں جدوجہد آزادی سے رکتے نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جان کی قربانی سے دریغ نہیں کرتے تو انگریزوں کے بعض دانشوروں نے رائے دی کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کیا جائے اور ان کے دلوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ختم کی جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا آلہ کار بنایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے اپنے آپ کو مناظر اسلام کی حیثیت سے روشناس کرایا۔ بعد ازاں پہلے مجدد' پھر مہدی' پھر مسیح موعود اور آخر کار دعویٰ نبوت تک اپنے آپ کو پہنچادیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اس بارے میں اپنی کتابوں میں خود لکھتا ہے:

"میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔"

اسی خط کے آخر میں تحریر کرتے ہیں:

"صرف التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور توجہ سے کاٹے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریز کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔" (بحوالہ کتاب البریہ روحانی خزائن' جلد نمبر ۱۳ تالیف مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ نمبر ۳۴۹' ۳۵۰) درخواست بنام لیفٹیننٹ گورنر۔

اس کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کو تلقین کرنی شروع کردی کہ اب جہاد کی ضرورت باقی نہیں اور انگریز حکومت کو اللہ تعالیٰ کا سایہ قرار دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی روحانی خزائن میں لکھتا ہے:

"اور مجھ سے سرکار انگریز کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر ملک اور نیز دوسرے ممالک میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعاگو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو' فارسی' عربی میں تالیف کرکے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلادیں یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کردیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کردی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں آئے تھے' یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہ سکا اور میں اس قدر خدمت کرکے جو بائیس سال تک کرتا رہا ہوں اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا۔ کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے اس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھاکر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس مبارکہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل فرما اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔" (روحانی خزائن ص ۱۱۴)

"اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کررہا ہے۔ تیری ہمدرد رعایا اور نیک نیتی کی راہوں کو فرشتے صاف کررہے ہیں۔" (روحانی خزائن ص ۱۱۹)

"اے بابرکت قیصرہ ہند تجھے تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس

ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ پرہیزگاری اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔" (روحانی خزائن ص ۱۲۰)

ان باتوں کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی نے تدریجی طور پر نبوت کا دعویٰ کردیا اس سلسلے میں "ایک غلطی کا ازالہ" نامی کتاب میں مرزا غلام احمد تحریر کرتا ہے:

"حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہوچکے ہیں ان میں ایک یہ وحی اللہ ہے۔ **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ** (براہین احمدیہ ص ۴۹۸) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں یہ وحی اللہ ہے "جری اللہ فی حلل الانبیاء" یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں" (براہین احمدیہ ص ۵۰۴) (ایک غلطی کا ازالہ از مرزا غلام احمد قادیانی روحانی خزائن ص ۲۰۹)

ایک اور جگہ اسی کتاب میں لکھتا ہے:

"کیونکہ میں بتاچکا ہوں کہ میں بموجب آیت "وآخرین منھم لما یلحقوا بھم" بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔" (روحانی خزائن ص ۲۱۳)

ان عقائد کے بعد کسی مسلمان کے پاس یہ گنجائش باقی نہیں رہ گئی تھی کہ وہ ان دعاوی کے بعد بھی اس گروہ کو مسلمانوں میں شامل کرے جبکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے نبی نہ ماننے والوں سے متعلق یہ اعلان کیا:

"اور جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔" (روحانی خزائن ص ۳۸۲)

اب آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ اب مسلمانوں کو ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے تھا؟ ایک طرف تو ایسی صورت میں نسبت صدیقی کے مطابق جہاد کا حکم ہے جبکہ دوسری طرف انگریزی حکومت کی وجہ سے مسلمان ایک طرح سے غلامانہ زندگی گزار رہے تھے اور اس غلامی کی زندگی سے نکلنے کے لئے جدوجہد آزادی میں مصروف تھے۔ مرزا صاحب کے اس طرز عمل کی وجہ سے ایک طرف ان کے جہاد آزادی میں خلل پڑ رہا تھا دوسری طرف مسلمانوں کے گمراہ ہوکر مرتد ہونے کا اندیشہ تھا اس بنا پر علمائے کرام نے متفقہ طور پر ان عقائد کی روشنی میں جھوٹے مدعی نبوت کے پیروکاروں کو ملت اسلامیہ سے الگ کرنے کا فتویٰ صادر کیا اور حکومت انگریزیہ سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں میں شامل نہ کریں لیکن انگریز حکومت نے مسلمانوں کے اس مطالبے کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ جن علمائے کرام نے مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد بیان کرکے مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچانے کی کوشش کی ان علمائے کرام کے خلاف مقدمات کا سلسلہ شروع کرکے جیلوں میں بند کرنا شروع کردیا۔ ان گمراہ کن عقائد کے خلاف اگرچہ علمائے لدھیانہ اور دارالعلوم دیوبند کے تمام علمائے کرام نے فتاویٰ صادر کئے لیکن محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مولانا عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگیاں وقف کردی تھیں۔ اسی دوران مشہور بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف والے مدینہ منورہ مستقل قیام کیلئے تشریف لے گئے تو سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ متحدہ ہندوستان واپس جائیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں جھوٹے مدعی نبوت کے فتنہ کو روکنے کیلئے کام کریں۔ قیام پاکستان تک مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے تحت علماء کرام نے ایک ایک گاؤں جاکر مسلمانوں کو اس ارتدادی فتنہ سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور اس سلسلے میں ان علمائے کرام کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کی بحالی کیلئے ان علمائے کرام نے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ قیام پاکستان کے بعد عام تاثر یہی تھا کہ چونکہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہوگی اس لئے یہاں پر جھوٹے مدعیان نبوت اور غلط عقائد رکھنے والوں سے متعلق شرعی احکام کے مطابق معاملہ کیا جائے گا لیکن قائد اعظم محمد علی جناح کی رحلت اور شہید ملت لیاقت علی خان کی شہادت کی وجہ سے پاکستان کو اپنے مقاصد سے دور کردیا گیا اور نوبت اس حد تک آپہنچی کہ پاکستان کی وزارت

خارجہ جیسے اہم منصب پر سر ظفر اللہ جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پیروکار تھا اس کو بٹھادیا گیا۔ اس وزیر خارجہ نے پاکستان کی وزارت خارجہ اور تمام سفارتی مشنوں کو قادیانیت کے تبلیغی مراکز میں بدل دیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا بشیرالدین محمود نے اعلان کیا کہ ۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنادیا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے علمائے کرام کے مشورے کے بعد ۳۱ دسمبر کی رات بارہ بجے قادیانیوں کے مرکز ربوہ سے متصل مسلمانوں کے شہر چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس سے اس چیلنج کا جواب دیا کہ انشاء اللہ پاکستان کے مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے اس خواب بد کو شرمندہ تعبیر نہیں ہونے دیں گے اور ۵۳ء مسلمانوں کا سال ہوگا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو غیر مسلم قرار دینے کے مطالبہ کی منظوری کے لئے تحریک چلائی جائے گی۔ اس تحریک میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام مشترکہ طور پر شامل ہوئے۔ کراچی سے اس تحریک کا آغاز ہوا اور اس تحریک میں ایک لاکھ سے زائد علمائے کرام اور جاں نثاران ختم نبوت پابند سلاسل ہوئے۔ کئی ہزار عاشقان ختم نبوت کے عقیدہ ختم نبوت نے تحفظ کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور لاہور میں جزوی مارشل لاء لگادیا گیا۔ اس تحریک کے ثمرات کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ منکرین ختم نبوت اور جھوٹے مدعیان نبوت کی طرف سے پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی سازش ناکام ہوگئی اور وزارت خارجہ کے منصب سے سر ظفر اللہ کو رخصت ہونا پڑا لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ منظور نہیں ہوا۔ اس تحریک کے تمام واقعات کو مولانا اللہ وسایا صاحب نے "تحریک ختم نبوت ۵۳ء" میں جمع کرکے ایک تاریخی دستاویز محفوظ کردی ہے۔

بہرحال یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا کہ مئی ۷۴ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر کالج کے لڑکوں اور چند قادیانیوں کا اس بات پر جھگڑا ہوگیا کہ قادیانی اپنا لٹریچر جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی توہین کا پہلو نکلتا ہے کیوں مسلمانوں کو تقسیم کررہے ہیں۔ قریب تھا کہ دونوں آپس میں لڑپڑتے کہ بیچ بچاؤ کراکر الگ کردیا گیا۔ مسلمان طلباء ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے ریل میں سوار ہوگئے۔ ایک ہفتہ کے بعد ان طلباء کی اسی راستے واپسی تھی۔ ان طلباء کے وہم و گمان میں بھی وہ واقعہ نہیں تھا اس لئے بڑے اطمینان سے تفریحی دورے سے واپس ہورہے تھے۔ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانی غنڈے ان پر حملہ آور ہوئے۔ تمام طلباء کو مار مار کر ادھ موا کردیا گیا۔ واقعہ کی اطلاع ہوتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پہنچے اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ مجرموں کو گرفتار کیا جائے اس طرح تحریک ختم نبوت ۷۴ء کا آغاز ہوا۔ اس وقت پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو تھے جبکہ قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ اسمبلی میں شاہ احمد نورانی' مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک' مولانا **عبدالمصطفی** ازہری' مولانا عبدالحکیم' مولانا صدرالشہید' پروفیسر غفور احمد' سردار شیر باز مزاری' خان عبدالولی خان' نوابزادہ نصراللہ جیسے لوگ موجود تھے۔ تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا مشترکہ پلیٹ فارم تشکیل دیا گیا۔ حضرت بنوری رحمتہ اللہ علیہ صدر اور مولانا محمود احمد رضوی سیکریٹری جنرل منتخب ہوئے۔ قومی اسمبلی میں شاہ احمد نورانی نے چالیس اراکین اسمبلی کی طرف سے قرارداد پیش کی۔ قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دیا گیا۔ دو ماہ سے زائد قومی اسمبلی نے اس مسئلہ کے ایک ایک پہلو پر غور کیا۔ مرزا ناصر احمد پر ۱۳ دن اور مرزا صدرالدین پر دو دن جرح ہوئی۔ قومی اسمبلی نے ۷ ستمبر کو ترمیمی بل منظور کرلیا جس کی رو سے قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت کی فہرست میں شامل کیا گیا۔ ۱۹۸۲ء میں صدر ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ میں بعض معاملات قادیانیوں نے دوبارہ اٹھائے۔ مساجد بناکر مسلمانوں کی طرح اذان شروع کی کلمہ طیبہ کے بورڈ لگاکر مسلمانوں کو مشتعل کرنا شروع کیا۔ اس صورت حال کے پیش نظر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے اسلام آباد کے ایک احتجاجی جلسے میں مطالبہ کیا کہ قادیانیوں سے متعلق ترمیم کے مطابق آئین سازی کا عمل مکمل کیا جائے۔ صدر ضیاء الحق مرحوم کے وزیر خارجہ راجہ ظفرالحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس تیار کیا' جسے صدر ضیاء الحق مرحوم نے نافذ کرکے قادیانی جماعت کے متعلق آئین سازی کی۔ اس آرڈیننس کے بعد قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے اپنا مرکز ربوہ سے تبدیل کرکے انگلینڈ کے شہر لندن کو بنالیا اور اس مملکت پاکستان اور علمائے کرام کے خلاف مذموم پروپیگنڈہ شروع کردیا اور انگلینڈ کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے تبلیغی سلسلہ شروع کیا۔ اسی طرح غریب افریقی ممالک میں رفاہی کاموں کی آڑ میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس صورتحال کے پیش نظر انگلینڈ کے علمائے کرام کی دعوت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا مفتی احمد الرحمٰن' مولانا محمد یوسف لدھیانوی مئولف

تحفظ قادیانیت' حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا' مولانا منظور احمد الحسینی نے پورے انگلینڈ کا دورہ کیا اور اسٹاک ویل گرین کے علاقے میں ایک گرجا خرید کر دفتر ختم نبوت قائم کرکے یورپ اور افریقی ممالک میں عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ شروع کی۔ اس سلسلے میں ۱۹۸۵ء میں ومبلے ہال لندن میں پہلی ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا اس میں تمام علمائے کرام نے عقیدہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی اور قادیانی جماعت کے گمراہ کن عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے تلقین کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔

اس وقت سے لیکر آج تک "بارہ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوچکی ہیں جس میں پاکستان' ہندوستان' افریقہ' جرمنی' بیلجئم' امریکہ' افغانستان' وسطی ایشیائی ریاستوں' بنگلہ دیش کے علمائے کرام شرکت کرچکے ہیں۔ اس کانفرنس میں یورپی ممالک میں عقیدہ ختم نبوت کے سلسلے میں قادیانیوں کی تازہ ترین سرگرمیوں کے خلاف کام کے لئے لائحہ عمل تشکیل دیا جاتا ہے اور جہاں جہاں مسلمانوں کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے وہاں اس کے سدباب کا انتظام کیا جاتا ہے۔ بخارا میں اطلاع ملی کہ قادیانی جماعت وہاں مسجد قائم کررہی ہے تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد گیا اور اس مسجد کے قیام کو روکا۔ وہاں کے مسلمانوں کو قرآن کریم اور کتابوں کی ضرورت تھی تقریباً" ایک لاکھ ڈالر کے قرآن مجید چھپوا کر تاشقند اور ماسکو میں تقسیم کئے گئے۔ ان قرآن مجید کی تقسیم میں جمعیت علماء افریقہ نے بھرپور تعاون کیا۔ تین مساجد سمرقند' قازقستان اور تاشقند میں تعمیر کیں۔ اسی طرح مالی میں چالیس ہزار سے زائد مسلمانوں کو مولانا منظور احمد الحسینی اور حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے توبہ کرا کر دوبارہ اسلام میں داخل کیا۔

اس سال یہ کانفرنس ۱۰ اگست بروز اتوار صبح ۹ بجے تا مغرب برمنگھم کی مرکزی جامع مسجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب کی زیر نگرانی اور زیر صدارت منعقد ہورہی ہے۔ اس کانفرنس کی تیاری کے لئے مولانا محمد اکرم طوفانی' شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' شیخ طریقت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا منظور احمد الحسینی' صاحبزادہ حافظ عابد پورے انگلینڈ کا دورہ کرکے تیرھویں ختم نبوت کی تیاری کررہے ہیں۔ اس سال کانفرنس کے مہمانوں میں حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم دیوبند' حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی امیر جمعیت علماء ہند' حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری دارالعلوم دیوبند' حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب' حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب' حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر' امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب' حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب' حضرت مولانا سید نفیس شاہ صاحب' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا احسان اللہ ہزاروی صاحب' مولانا اقبال اللہ صاحب' مولانا محمد طیب نقشبندی صاحب' حضرت مولانا عمر خطاب صاحب' مولانا ہارون مطیع اللہ' مولانا عبدالرشید ربانی' حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا' مولانا منظور احمد الحسینی' مولانا مفتی محمد اسلم' مولانا محمد کمال' مولانا محمد یوسف شاہد' مولانا موسیٰ قاسمی' مولانا زاہد الراشدی' مولانا محمد اقبال رنگونی' مولانا محمد بلال چیمل' قاری عبدالحمید بیلجئیم' مولانا مشتاق الرحمٰن جرمنی' مولانا محمد حسن واسال اور دیگر علمائے کرام کو دعوت دی گئی ہے ان میں تقریباً" تمام بزرگوں نے شرکت کی دعوت قبول کرلی ہے یہ توقع ہے کہ یہ کانفرنس گزشتہ کانفرنسوں کی طرح کامیابی سے بفضل خداوند تعالیٰ ہمکنار ہوگی۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

عرش تک آپ کی رسائی ہے
واہ کیا شان مصطفائی ہے
میرے گھر میں نہ کیوں اجالا ہو
شمع ذکر نبی جلائی ہے
آگیا ہوں میں باب جنت تک
مصطفیٰ ﷺ کی یہ رہنمائی ہے
اے خدا ہو قبول ہم نے آج
عید الفطر جو منائی ہے
روضہ مصطفیٰ کو دیکھ لیا
جان میں میری جان آئی ہے
تھا مبارک خزاں کا زور یہاں
اور اب بہار آئی ہے

ڈاکٹر مبارک بقاپوری' کراچی

بقیہ سازش

جائیں اور ان خاندانوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے جو دہشت گردوں کو پناہ دیتے ہیں اور ان کے لیے سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔

ف۔ جن دنوں ملک کے مختلف حصوں میں دہشت گردی کے واقعات ہوتے ہیں اس سرحدی علاقے میں دہشت گردوں کی آمدورفت بڑھ جاتی ہے جرائم کرنے کے بعد دہشت گرد اس علاقے سے پڑوسی ملک فرار ہوجاتے ہیں اس زمانے میں اس علاقے پر کڑی نظر رکھی جائے تو دہشت گردوں پر آسانی کے ساتھ گرفت کی جاسکتی ہے۔ جس کے نتیجے میں دہشت گردوں کے جال اور ان کے سرپرستوں کے بارے میں ہولناک انکشاف ہوسکتے ہیں۔

محترم فاروق عادل

قادیانی ریاست بنانے کی سازش

یہ کہانی بھی اتنی ہی پرانی ہے، جتنا پاکستان اور اس کی تاریخ۔ ۱۹۴۷ء کے ان مہینوں میں جب پاکستان نے جغرافیائی وجود نہیں پایا تھا، لیکن اٹل حقیقت بن چکا تھا۔ غیر منقسم پنجاب کے ایک مذہبی گروہ نے انگریز حکمرانوں کو ایک خط ارسال کیا جس میں درخواست کی گئی تھی کہ ہمیں مسلمانوں میں شمار نہ کیا جائے کیونکہ ہم ہندوستان میں بسنے والے تو ہیں لیکن مسلمانوں سے الگ ایک اکائی کے طور پر شناخت رکھتے ہیں۔ تحریک و تاریخ پاکستان کے شناور جانتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی کے خلیفہ اول نے یہ خط بعض ہندو رہنماؤں اور انگریز سرپرستوں کی خواہش پر تحریر کیا تھا۔ اس لیے یہ درخواست تسلیم کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ گورداسپور، فیروز پور اور امرتسر کے علاقوں میں، جہاں مسلمانوں کی آبادی ۵۱ فیصد تھی کم ہو کر اقلیت میں بدل گئی۔ اسی وجہ سے پنجاب کی وہ غیر منصفانہ تقسیم ہوئی۔ جس کے سبب تاریخ کے بدترین قتل عام اور فقید المثال ہجرت کا واقعہ ہی رونما نہیں ہوا، کشمیر کا قضیہ بھی اٹھ کھڑا ہوا جو اب رستا ہوا ایک ناسور بن چکا ہے۔ تاریخ کے اس بدصورت واقعہ کے پس پشت یہ حقیقت بھی کار فرما تھی کہ بدقسمتی سے باؤنڈری کمیشن میں مسلمانوں کی نمائندگی سر ظفر اللہ خاں کر رہے تھے۔ جن کے روحانی رہبر نے انگریز حکمرانوں کو خط لکھ کر خود کو مسلمانوں سے الگ کرایا تھا۔

اس واقعہ کی کڑیاں چند برس قبل کی ایک سازش اور اس کے نتیجے میں برپا کی جانے والی ایک تحریک سے جڑی ہوئی تھیں۔ جس کے سربراہ قادیانیوں کے (دوسرے نمبر پر بننے والے) سربراہ مرزا بشیر الدین محمود اور سیکریٹری شاعر مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ تھے۔ تاریخ میں اس تحریک کو کشمیر کمیٹی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ۱۹۳۱ء کی بات ہے۔

قادیانی اپنے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ہی نہیں مسیح موعود بھی قرار دیتے ہیں اور ان کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں دفن ہیں اس لیے کشمیر ان کے لیے مذہبی اعتبار سے ایک اہم مقام ہے۔ یہ انکشاف حکیم نور الدین نے کیا تھا جو غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد قادیانیوں کے پہلے امیر بنے تھے۔ وہ مہاراجہ کشمیر کے سرکاری معالج تھے۔ انہوں نے تحقیق کر کے کتاب لکھی۔ جس میں ثابت کیا کہ سرینگر کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے، اس لیے کشمیر پر ہمارا حق ہے۔ حالانکہ یہ ایک غلط دعویٰ تھا۔ جس کا بطلان عہد ساز تاریخی ناول نگار عبدالحلیم شرر نے اپنی کتاب "لعبت چین" میں کیا جو خصوصی طور پر اس مقصد کے لئے لکھی گئی تھی۔ انہوں نے تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ سرینگر کے قریب عیسیٰ نامی جس شخص کی قبر ہے وہ وسط ایشیاء کا ایک مجاہد کمانڈر تھا جو کسی جنگ میں شکست کھا کر اس علاقے میں آنکلا اور یہیں آسودہ خاک ہوا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب ابھی فتنہ قادیان کی تباہ کاریاں اتنی عام ہوئی تھیں نہ لوگ ان کے کافرانہ عقائد سے زیادہ واقف تھے، چنانچہ متذکرہ مقصد کے پیش نظر قادیانیوں کے بعض دیگر حوالوں کو سامنے رکھتے ہوئے "کشمیر چلو تحریک" شروع کی تو عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے علامہ اقبالؒ کو اس کی مرکزی قیادت میں شامل کر لیا گیا لیکن علامہ اقبالؒ جیسے زیرک شخص سے یہ سازشیں اور اس کے پس پشت عناصر زیادہ عرصے تک چھپے نہ رہ سکے، چنانچہ انہوں نے فی الفور خود کو اس نام نہاد تحریک سے الگ کر کے اس کے غبارے سے ہوا نکال دی (واضح رہے کہ اس زمانے میں قادیانی خود کو مسلمانوں سے الگ نہیں قرار دیتے تھے بلکہ وہ اندر ہی اندر ان کی جڑیں کھوکھلی کرتے تھے)

کشمیر چلو تحریک سے لے کر خود کو مسلمانوں سے الگ قرار دینے کی درخواست اور اس کے بعد باؤنڈری کمیشن میں پنجاب کی غیر منصفانہ تقسیم تک قادیانیوں نے جو کردار ادا کیا اس کی وجہ ان کے ساتھ کیا گیا ایک خوش نما وعدہ تھا۔ جس کو عملی روپ دلوانے کے لیے قادیانی تسلسل کے ساتھ ایک خاص کردار ادا کر رہے تھے۔ قادیانیوں سے کہا گیا تھا کہ خود کو مسلم اکثریت سے الگ قرار دے لیں تو انہیں پاکستان کے ساتھ جانے والے دو علاقوں سیالکوٹ اور شکر گڑھ سے لے کر کشمیر تک ایک خطہ زمین دے دیا جائے گا جس کا مرکز قادیان ہوگا اور اس کی حیثیت ویٹی کن سٹی کی سی ہوگی جو عیسائی دنیا کا مرجع ہے۔

حالات پر کس کا بس چلتا ہے۔ ۱۹۴۷ء

کی ہیجان انگیز فضا میں سکھوں کی سمجھ میں یہ باریک نکتہ نہ آسکا۔ انہوں نے جب مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنے کے لیے بلم اور تلوار اٹھائی تو مسلمانوں کی سی وضع قطع اور اسی انداز سے عبادت کرنے والے قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی تمیز نہ کرسکے۔ اس وجہ سے قادیان' گورداس پور' فیروز پور اور امرتسر سے قادیانیوں کو بھی مسلمانوں کے ساتھ نکلنا پڑا موٹا دماغ رکھنے والے سکھوں نے اپنی بے تدبیری سے مسلمانوں کے خلاف تیار کی گئی ایک منظم سازش ناکام بنادی تھی' خیر میں ایسے شر برآمد ہونے کا مقولہ ایسے مواقع پر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

۱۹۴۷ء میں قادیان کے نام سے ایک ویٹی کن سٹی بنانے کی سازش تو ناکام ہوگئی لیکن اس مذہبی فرقے پر بھارت کی مہربانیوں میں کبھی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ ان برسوں میں جب مشرقی پنجاب میں سکھ بغاوت عروج پر تھی بھارت نے کسی غیر ملکی کے' خواہ وہ سکھ ہی کیوں نہ ہو' پنجاب میں داخلے پر پابندی عائد کر رکھی تھی لیکن اس سارے زمانے میں پاکستان سمیت دنیا بھر کے قادیانیوں کو قادیان جانے کی مکمل آزادی تھی جو مشرقی پنجاب ہی کا ایک قصبہ ہے جسے غلام احمد قادیانی کے شوق نبوت نے شہرت دلادی۔

قیام پاکستان اور اس کے بعد قرار داد مقاصد کی منظوری نے ہر اس قوت کی امیدوں پر اوس ڈال دی جو اولاً" قیام پاکستان ہی کا مخالف تھا لیکن پاکستان کو بننے سے نہ روک سکنے پر وہ اس ملک کو ایک خاص رنگ میں رنگنے کا خواہش مند تھا' یا برباد کردینے کا۔ ان قوتوں میں سیاسی اور غیر سیاسی گروہ بھی۔ کیونکہ یہ عناصر کسی بھی طور پر ایسا پاکستان قبول نہیں کرسکتے تھے جس کی شناخت اسلام ہو' صرف اور محض اسلام۔

گذشتہ دہائی میں توہین رسالت کا قانون منظور ہوا تو دو مذہبی اقلیتوں نے اسے براہ راست خود پر حملہ تصور کیا۔ جن میں سرفہرست قادیانی اور دوسرے نمبر پر عیسائی تھے۔ اس موقع پر ان دونوں اقلیتوں کے مفادات مشترک ہوچکے تھے۔ پنجاب میں جن علاقوں میں عیسائی آبادی کا زیادہ ارتکاز ہے ان میں سیالکوٹ' لاہور' اوکاڑہ وغیرہ کے سرحدی علاقے خاص طور پر شامل ہیں۔ یہ بھی ایک اتفاق ہے کہ ان ہی علاقوں میں قادیانی بھی کافی تعداد میں موجود ہیں کیونکہ یہ وہی علاقے ہیں جو قادیان کے قریب ترین ہیں۔ ان علاقوں میں قیام پاکستان سے پہلے ہی غلام احمد قادیانی کے اثرات رہے ہیں۔ توہین رسالت کے قانون نے ان دونوں اقلیتوں کے مفادات یکجا کردیئے اور ان کے درمیان ایک غیر مرئی رشتہ اتحاد قائم کردیا۔ اس غیر اعلانیہ اتحاد نے آگے چل کر پاکستان میں غیر معمولی صورت حال پیدا کردی۔ کچھ عرصہ قبل انجام کو پہنچنے والے سیاسی آئینی اور عدالتی بحران سے قبل ملک بھر میں اور بالخصوص پنجاب میں جاری فرقہ وارانہ دہشت گردی کا اس سے گہرا تعلق ہے۔

ان دونوں اقلیتی فرقوں نے اس سلسلے میں دو محاذوں پر کام کیا۔ منظم منصوبہ بندی کے ساتھ ملک میں غیر سرکاری انجمنوں کا ایک جال بچھایا۔ اس سلسلے میں سر ظفر اللہ خان کے بھتیجے ظفر چودھری نے بنیادی کردار ادا کیا ہے جبکہ قادیانیوں کے موجودہ امیر مرزا طاہر احمد کی ہدایات پر سندھ کے سابق عبوری وزیر اور ریٹائرڈ بیورو کریٹ کنورس ادریس بھی اہم خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ غیر سرکاری انجمنوں نے' جن میں قادیانی شہرت رکھنے والی معروف قانون داں عاصمہ جہانگیر کا ادارہ بھی شامل ہے۔ دنیا بھر میں انسانی حقوق کی دیگر تنظیموں اور ان تنظیموں کے سرپرست اداروں سے روابط استوار کیے اور انسانی حقوق اور پاکستانی قوانین کو بنیاد بنا کر عالمی سطح پر پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا۔ جو کسی نہ کسی شکل میں اب بھی جاری ہے۔

دوسرا محاذ دہشت گردی کا تھا۔ فرقہ وارانہ دہشت گردی کے جو واقعات ہوئے ان کا سرسری جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان میں سے بیشتر واقعات بالخصوص ان سرحدی علاقوں میں ہوئے جن میں یہ دو مذہبی اقلیتیں آباد ہیں۔

حال ہی میں چند ذمہ داروں نے حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی ہے جس میں انکشاف کیا گیا ہے کہ مشرقی پنجاب (بھارت) کے قصبے قادیان میں بھارتی حکومت نے ایک کیمپ قائم کیا ہے۔ بھارتی خفیہ ادارے ریسرچ اینڈ انالیز ونگ (را) کی زیر نگرانی چلنے والے اس کیمپ میں پاکستان سے آنے والے نوجوانوں کو دہشت گردی کی تربیت دی جارہی ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ تربیت حاصل کرنے والے ان نوجوانوں کو قادیانیوں کے توسط سے یہاں بھیجا جاتا ہے۔ ان نوجوانوں میں قادیانی بھی ہوتے ہیں اور عیسائی بھی۔ ان نوجوانوں کو قادیان جانے سے پہلے اور واپسی پر ان ہی سرحدی علاقوں میں قادیانیوں اور عیسائیوں کے گھروں میں پناہ دی جاتی ہے اور بنیادی نوعیت کی معلومات اور تربیت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ یہ دہشت گرد جرائم کرنے کے بعد ان ہی علاقوں میں پناہ بھی لیتے ہیں۔ واضح رہے کہ شکر گڑھ سے قادیان کا فاصلہ ۲۰' ۲۵ میل سے زیادہ نہیں ہے۔

پاکستان میں کی جانے والی فرقہ وارانہ دہشت گردیوں کی ایک تکون شکر گڑھ (اور اس کے ملحقہ علاقے)' آکسفورڈ (برطانیہ' جس کے قریب قادیانیوں کا مرکز ہے) اور قادیان ہے۔ ان تینوں علاقوں میں قادیانی رہنماؤں کی آمدو رفت کا ریکارڈ تیار کیا جائے تو اس کے نتیجے میں

ایک حیرت ناک کہانی وجود میں آتی ہے۔ رپورٹ میں اس سلسلے میں بعض نام بھی پیش کیے گئے ہیں جن کے افشاء نے حکومتی حلقوں میں حیرت اور بے چینی پیدا کردی ہے اور اس سلسلے میں غیر معمولی تیز رفتاری سے تحقیقات کی جارہی ہیں۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بھارت' اسرائیل اور عیسائی دنیا کے قادیانیوں سے روابط معمول کی بات رہے ہیں اس لیے ان پر بھی حیرت ظاہر نہیں کی گئی۔ لیکن ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیے جانے اور اس کے بعد جنرل ضیاء الحق کے دور میں توہین رسالت' کا قانون منظور ہوجانے کے بعد ان روابط میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا اور جیسے جیسے یہ روابط بڑھتے گئے' اسی تیزی کے ساتھ پاکستان میں فرقہ وارانہ دہشت گردی اور شیعہ سنی فسادات اور خون ریزی میں بھی اضافہ ہوا۔ یہ رابطے اس وقت اپنی انتہا کو پہنچ گئے جب ۱۹۸۴ء میں مرزا طاہر احمد اچانک لندن روانہ ہوگئے۔ اس کے بعد رابطے استوار کرنے کے بعد منصوبے بنانے اور ان پر عمل درآمد میں تیزی اور بہتری پیدا ہوئی۔

رپورٹ میں پاکستان کی انتظامیہ اور سیاست میں قادیانیوں کے اثر و نفوذ اور اس کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی شخصیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

پاکستان قائم ہوا تو بیوروکریسی میں قادیانی بھاری تعداد میں موجود تھے۔ جبکہ مسلح افواج میں بھی ان کی تعداد قابل لحاظ تھی اور ایک حد تک موثر بھی۔ اس صورت حال سے خاص طور پر بیوروکریسی میں غیر معمولی صورت حال پیدا ہوگئی ملازمتیں اور ترقیاں صرف ان ہی لوگوں کو ملتیں جو قادیانی ہوتے یا جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کی سفارش کی گئی ہوتی۔ جو اس جماعت کی سفارش حاصل نہ کرپاتے یا اس میں عار محسوس کرتے ملازمت و ترقی سے محروم رہتے۔ یہ وہی زمانہ تھا جب پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف پہلی تحریک چلی۔ یعنی ۱۹۵۳ء۔ رپورٹ میں قرار دیا گیا ہے کہ تحریک ختم نبوت شروع ہونے میں جہاں دیگر عوامل موجود تھے وہیں ایک عنصر یہ بھی تھا جس نے ملک بھر میں اور بالخصوص پنجاب میں اقتصادی مسائل پیدا کردیے تھے۔

مرزا طاہر احمد کے بارے میں بتایا ہے کہ یہی وہ شخصیت تھی جس کی وجہ سے قادیانیوں نے سیاست میں عمل دخل شروع کیا ورنہ اس سے قبل وہ خود کو اس شعبے میں کمزور محسوس کرتی تھی۔ ۱۹۶۷ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیاد رکھ رہے تھے' مرزا طاہر بھی ان کے دائیں بائیں ہی تھے۔ ان دنوں مرزا ناصر احمد قادیانیوں کے سربراہ تھے مگر ایک شرمیلے اور قدرے کم ہمت شخص تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ قادیانی سیاست میں ٹانگ اڑاکر اپنے لیے مخالفت کا سامان کرے۔ لیکن مرزا طاہر احمد نے امیر جماعت کی مرضی کے علی الرغم پیپلز پارٹی میں اثر و رسوخ پیدا کیا۔ اس زمانے میں مرزا طاہر اہم اوروں کی نظر میں آگئے اور ان کے بارے میں رائے بنی کہ یہ نوجوان جارح طبیعت' مسلح سرگرمیوں کا خواہش مند اور ایک ذہین آدمی ہے۔

نوجوان مرزا طاہر نے مرزا ناصر احمد کی زندگی ہی میں قادیانیوں کا سیاسی رنگ اس قدر متحرک اور مضبوط بنادیا کہ امیر قادیانی بے بس ہوتے چلے گئے۔ مرزا طاہر' بھٹو کے اس قدر قریب تھے کہ جب وہ اقتدار میں آگئے تو ان کی حیثیت اہم سیاسی مشیر اور عملاً" حکمران کی سی ہوگئی۔ اب قادیانی مزید طاقتور ہوچکے تھے۔ اس سے قبل ۱۹۶۵ء میں یہ عنصر بھٹو کے ذریعے بھارت سے جنگ کراکے پاکستان کا وجود ختم کرنے کی سازش کرچکا تھا۔ اس مرحلے پر بھی ان کا مطمع نظر ایک الگ ریاست کا قیام تھا جس کا خواب انہوں نے چالیس کی دہائی میں دیکھا تھا۔ اب یہی عنصر اقتدار میں بڑی حد تک اپنا اثر و نفوذ پھیلا چکا تھا' اس وجہ سے ملک کی محب وطن مذہبی و سیاسی جماعتوں کے علاوہ خود فوج میں تشویش پیدا ہوئی اور ملٹری انٹیلی جنس نے ان کی سرگرمیوں اور حساس عہدوں پر ان کے لوگوں کے بارے میں رپورٹ اور فہرستیں تیار کرائیں۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد ان کے خلاف بھرپور عوامی تحریک چلی جس کے نتیجے میں بھٹو کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ اسی زمانے میں حساس عہدوں پر متعین کئی قادیانی ملک سے فرار ہوئے' فوج اور دیگر اداروں سے مستعفی ہوئے اور وہ لوگ جو مجبوریوں اور مالی فوائد کے سبب قادیانی ہوگئے تھے از سر نو مسلمان ہوگئے جس کی ایک مثال ضلع جہلم کا معروف خاندان ہے۔ راجہ منور جس کے چشم و چراغ ہیں جنہوں نے اعلان کردیا کہ وہ مسلمان ہیں۔ ان کے دو بھائی راجہ منصور اور راجہ عبدالباسط فوج میں تھے اور ایک بھائی راجہ غالب پنجاب میں ڈائریکٹر ایجوکیشن تھے۔ اس اور اس جیسی دوسری کئی مثالوں کی وجہ سے اب بھی سمجھا جاتا ہے کہ اگر مسلمان علماء کرام حکمت اور دردمندی کے ساتھ بھرپور کوشش کریں اور اس میں سرکاری ذرائع ابلاغ بھی ان کا ساتھ دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اب بھی ہزاروں کی تعداد میں قادیانی دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں کیونکہ یہ لوگ نہ اس مذہبی گروہ کے اصل عزائم سے باخبر ہیں اور نہ ان کی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی اطلاع رکھتے ہیں۔ تجویز کیا گیا ہے کہ اگر محبت اور اخلاص کے ساتھ انہیں مخاطب کیا جائے تو اس مقصد میں خاطر خواہ کامیابی ہوسکتی ہے۔ کیونکہ ان کی بڑی تعداد حق کی متلاشی ہے۔

واضح رہے کہ سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد جماعت احمدیہ اور اس کے سیاسی ونگ کے بارے میں حساس اداروں نے جو معلومات جمع کی تھیں ان سے یہ بات ایک بار پھر منکشف ہوئی تھی کہ یہ عنصر قادیان یا کسی اور نام سے ایک ریاست بنانا چاہتا ہے جس کی ہیئت ترکیبی ویٹی کن سٹی کی طرز پر ہوگی۔ یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ اس مقصد کے لیے بھارت نے ہمیشہ ان کی سرپرستی کی ہے اور بھارت کی طرف سے انہیں یقین دلایا گیا ہے کہ اگر یہ اپنی جدو جہد اور حکمت عملی سے سیالکوٹ اور شکر گڑھ پر مشتمل سرحدی علاقہ حاصل کرنے کی پوزیشن میں آجائیں تو قادیان اور ملحقہ علاقوں سمیت کشمیر ان کو دے دیا جائے گا۔ جہاں ان کی مرضی کی خود مختار حکومت بلکہ ریاست قائم ہوگی۔

رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ قادیانیوں نے ۷۰ء ۸۰ء کی دہائیوں میں بالکل اسی طرح شیعہ اور اسماعیلی فرقے کی طرف بھی دست تعاون بڑھانے کی کوشش کی تھی جس طرح اب عیسائیوں کی طرف بڑھایا ہے مگر اس کوشش میں انہیں ناکامی ہوئی تھی۔

اب چند برسوں سے عاصمہ جہانگیر اور ان جیسے انسانی حقوق کے دیگر نام نہاد علمبرداروں کی مدد سے پاکستان کو انسانی حقوق کی پامالی کے حوالے سے بدنام کرنے کی کوشش کی' جس کی پشت پر ظفر چودھری موجود رہے ہیں۔ اسی زمانے میں پاکستان میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کرائی گئی اور بعض قادیانیوں اور عیسائیوں کو قتل کرایا گیا تاکہ توہین رسالت کے قانون کی آڑ میں پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کیا جائے۔

رپورٹ میں بعض حوالوں کے ساتھ یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ چند ماہ قبل قتل و غارت گری سے لے کر آئینی' دستوری اور عدالتی بحران تک اس عنصر کی کارفرمائی رہی ہے۔ حالیہ بحران پیدا کرنے کے لیے ۲۳ کروڑ امریکی ڈالر استعمال کیے گئے تھے' اس بھاری رقم کی تقسیم اور استعمال بھی ان ہی کے ذریعے عمل میں آئی۔ اس بحران کا بنیادی سبب یہ تھا کہ ملک کے نظریاتی تشخص پر کاری ضرب لگائی جائے تاکہ یہ ایک اسلامی ریاست کی بجائے لادین ریاست میں تبدیل ہوجائے اس صورت میں اس ملک کا عالمی کردار ہی نہیں دفاعی صلاحیتیں بھی متاثر ہوں گی۔ اس مقصد کے حصول کے لیے:

اولاً" :کوشش کی جائے کہ ۷۳ء کا دستوری خاکہ ختم ہوجائے۔

ثانیاً" :دستور ختم نہ کرایا جاسکے تو کم از کم آٹھویں ترمیم (پوری پوری) ہی ختم کرادی جائے۔ اس کے بعد دوسری ترمیم (جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے) کو ختم کرانے کی کوشش کی جائے۔

اس مقصد کے لیے سیاسی اور عسکری' ہر دو شعبوں میں سیکولر قیادت کو ابھارنے اور کامیاب کرانے کی کوشش کی جائے جیسا کہ عدالتی' بحران کا بنیادی مقصد تھا۔

اگلے دو برسوں کے لیے جس عبوری انتظام میں ایک بلند منصب کے لیے جس شخصیت کا نام تجویز کیا گیا تھا وہ اپنے قول و عمل اور کردار کے حوالے سے خالصتاً" سیکولر شخصیت ہے۔ اس کے بارے میں یہ سوال بھی اٹھایا گیا ہے کہ کیا کوئی ایسا شخص' جو نہ صرف نظریاتی اعتبار سے ہی قابل قبول نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ متعدد اخلاقی عوارض لگے ہوئے ہیں وہ پاکستان جیسی ریاست میں کسی ذمے دار منصب اور بالخصوص نظام عدل میں جگہ پانے کا آئینی اعتبار سے اہل ہوسکتا ہے؟ رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ یہ امر قطعی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے کہ ملک میں پیدا ہونے والے ہر بحران کے پس پشت کسی نہ کسی اعتبار سے قادیانی موجود ہوتے ہیں اور اس بار بھی وہ تندہی سے سرگرم عمل رہے ہیں۔ جس کا ثبوت مرزا طاہر احمد کے بیان سے بھی ہوتا ہے۔

رپورٹ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ بھارت انہیں قادیان نامی ریاست بنانے کے لیے مشرقی پنجاب کا قصبہ قادیان' ملحقہ علاقے اور کشمیر دے یا نہ دے وہ بہرحال ویٹی کن سٹی طرز کی ایک آزاد ریاست بنانے کے لیے کوشاں رہا ہے' ان کے اس موقف اور مقصد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور اس سلسلے میں انہیں بھارت' اسرائیل اور عیسائی دنیا کی ٹھوس مدد اور اعانت حاصل ہے۔ رپورٹ میں تجویز کیا گیا ہے کہ:

۱۔ مرزا طاہر احمد کے بھارت کے دوروں اور بھارتی حکام کی لندن میں اس سے ملاقاتوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔

۲۔ برطانیہ اور یورپ کے دیگر ممالک میں قادیانیوں کو آسانی کے ساتھ سیاسی پناہ دینے کے معاملے پر سنجیدگی سے توجہ دی جائے اور اس مسئلے کو نہایت باریک بینی اور احتیاط کے ساتھ سفارتی سطح پر اٹھایا جائے۔

۳۔ پاکستان میں انسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والے اداروں' ان کے عہدے داروں اور ظفر چودھری جیسے ان کے سرپرستوں کی سرگرمیاں واچ کی جائیں اور خاص طور پر ان کے ملی امور کی باقاعدگی اور سختی کے ساتھ چھان بین کی جائے۔

۴۔ سیالکوٹ شکر گڑھ اور دیگر ملحقہ سرحدی علاقوں میں قادیانیوں اور عیسائیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے ان علاقوں سے گزر کر ہی دہشت گردی کی تربیت حاصل کرنے کے لیے نوجوان بھارت جاتے ہیں اور وہاں سے واپس آتے ہیں یہ راستے بند کیے

باقی صفحہ ۱۰ پر

پروفیسر عبدالماجد مانسہرہ

فرنٹیئر پوسٹ کے ایک خط کی وضاحت

’’قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں قادیانیوں کا طریقہ واردات‘‘ کے عنوان سے راقم کا ایک مضمون ختم نبوت شمارہ ۴۵‘۴۶ (اپریل) میں شائع ہوا۔ وہ مضمون قائد اعظم یونیورسٹی کے کچھ سچے اور غیور مسلمانوں نے فوٹو اسٹیٹ کروا کر مذکورہ یونیورسٹی کے نوٹس بورڈ اور دیواروں پر چسپاں کردیا۔ پھر کیا تھا انگریزوں کے خودکاشتہ پودے کے محافظین کی صفوں کے اندر کھلبلی مچ گئی اور قادیانیوں کے علاوہ قادیانیت نواز گروہ کو بھی وہ مضمون ایک آنکھ نہ بھایا اور اس مضمون کے خلاف اخبارات میں خطوط لکھنا شروع کئے۔ ان میں سے ایک خط روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ پشاور کے ۱۵ مئی ۱۹۹۸ء کے ’’لیٹرز ٹو ایڈیٹر‘‘ والے سیکشن میں شائع ہوا۔ اس خط میں سوات کے پروفیسر کبیر نے قادیانیت کے دفاع کا خوب حق ادا کیا اور ختم نبوت اور میرے مضمون کو اس نے ٹاکسک پمفلٹ (زہریلا رسالہ) کا نام دیا جو کہ حقیقت میں پروفیسر موصوف کا خط ہے۔ مجھے اس بات پر دکھ ہے کہ کبیر صاحب نے میرے مضمون کو بے بنیاد الزامات پر مبنی قرار دے کر قادیانیت کے دفاع کا حق ادا کیا اور مجھے لگتا ہے کہ موصوف یا تو خود اسی غدار ٹولہ سے متعلق ہیں یا کم از کم اس سے متاثر ضرور ہیں۔ ورنہ وہ بلا کسی دلیل کے راقم کے ذاتی مشاہدات (جو کہ سوفیصد حقیقت پر مبنی ہیں) کا رد نہ کرتے۔ مزید یہ کہ موصوف قادیانیت کے حوالہ سے بات چیت کو منفی طرز عمل قرار دے رہے ہیں‘ حالانکہ اس منفی طرز عمل کے قادیانی شکار ہورہے ہیں جو کہ آئینی طور پر پابند ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کریں‘ لیکن آئے دن اخبارات میں اس سازشی ٹولہ کی مختلف منفی سرگرمیوں کا ذکر آتا رہتا ہے‘ جیسے سوات میں ان کے تبلیغی مرکز کا انکشاف اور اس پر چھاپے کے بعد کئی کتب‘ خطوط اور دیگر پمفلٹ کی ضبطی وغیرہ اور اسی طرح فیصل آباد کے او-سی-ایس ادارے میں قادیانیوں کا راج اور مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی کوشش (ملاحظہ ہو اوصاف ۱۶ جون اور اساس ۲۲ جون وغیرہ) راقم الحروف نے مذکورہ خط کا جواب ۱۸ مئی ۱۹۹۸ء کو لکھ کر فرنٹیئر پوسٹ کے ایڈیٹر کو بھیج دیا لیکن یکم جون تک انہوں نے میرے وضاحتی جواب کو شائع نہ کیا۔ راقم نے یاددہانی کے طور پر ایڈیٹر کو مذکورہ خط کی کاپی دوبارہ ارسال کی اس وضاحت کے ساتھ کہ چونکہ آپ کے اخبار میں پروفیسر کبیر کا خط شائع ہوا ہے اس لئے یہ آپ کا اخلاقی‘ قومی اور مذہبی فرض بنتا ہے کہ میرے خط کو شائع کریں لیکن تاحال میرا خط شائع نہیں کیا گیا۔ میں نے دوسرے خط کے ساتھ یہ بھی لکھ بھیجا تھا کہ اگر آپ میرا خط شائع نہیں کرتے تو اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ آپ قادیانی فرقہ کی حمایت کررہے ہیں۔ اب میں مجبور ہوں کہ اپنی وضاحت ختم نبوت انٹرنیشنل میں شائع کروادوں‘ میں نے جو خط فرنٹیئر پوسٹ کو بھیجا تھا انگلش میں اس کا اردو ترجمہ دیا جارہا ہے:

’’میں نے قائد اعظم یونیورسٹی میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے بارے میں جو لکھا ہے وہ عین برحقیقت ہے کہ قادیانی طلبہ و طالبات مختلف حیلے بہانوں سے سچے اور سادہ مسلمان طلبہ و طالبات کو ورغلا کر قادیانیت کی طرف مائل کرتے ہیں اس لئے سچے مسلمان طلبہ و اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ اس سازشی ٹولہ کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھیں اور جب بھی ان کے علم میں اس قسم کی سرگرمی سامنے آئے فوراً اس کے سدباب کے لئے اسلام آباد کے ختم نبوت آفس کو اطلاع کریں جو کہ سیکٹر 6-6-13 گلی نمبر 49 میں واقع ہے۔ اگر وہ اس معاملہ میں سستی کا مظاہرہ کریں گے تو اللہ کے ہاں بروز قیامت جواب دہ ہوں گے اور اگر ایک مسلمان بھی قادیانی ہوگیا یا کم از کم قادیانیت کو باطل مذہب نہ سمجھنے لگا تو بھی وہ اللہ کے ہاں بڑے مجرم شمار ہوں گے۔ آخر میں راقم پھر قادیانیوں اور مرزائیوں کو یہ دعوت دیتا ہے کہ اپنی عاقبت خراب نہ کریں بلکہ سچے دل سے مرزا کی نبوت کا انکار کرکے اسلام میں حقیقی طور پر داخل ہوجائیں ورنہ انہیں قیامت والے دن ظلی و بروزی نبوت کی کوئی دلیل بھی جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے نہیں بچاسکے گی اور ہمیشہ کے لئے وہ عذاب الیم میں مبتلا ہوکر اس وقت افسوس کریں گے لیکن اس وقت کا افسوس کوئی کام نہ دے گا۔ اس لئے آج وقت ہے توبہ کا‘ کل کوئی توبہ اور رجوع قبول نہیں ہوگا۔‘‘

عبدالحمید کشمیری

دارالعلوم دیوبند سے قیام پاکستان تک

(تاریخی دستاویز)

شاید آپ ۱۳ تا ۱۹ فروری ۱۹۹۸ء کے شمارہ نمبر ۳۸ کے مضامین کا مطالعہ کر چکے ہوں گے۔ اسی مجلّہ میں ناچیز نے قارئین کی خدمت میں ایک مختصر سی تقریر پیش کی تھی۔ یہ تقریر مدرسہ رحیمیہ سے مدرسہ دیوبند تک' کے عنوان سے موسوم ہوئی جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دور سے حضرت قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ دیوبند کے بنانے تک کے تاریخی' مذہبی اور سیاسی واقعات پر مبنی تھی۔ اسی مضمون کے آخر میں احقر نے یہ امید ظاہر کی تھی کہ وہ آئندہ دارالعلوم دیوبند سے قیام پاکستان تک کے عنوان سے بیان کرے گا۔ بالآخر بفضلہ تعالیٰ یہ تمنا بھی پوری ہوئی اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ قبل اس کے کہ میں بات کی ابتدا کروں۔ قارئین سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ متذکرہ گزشتہ مضمون کو حسب ضرورت دیکھ لیں تاکہ مضمون ہذا کے سمجھنے میں آسانی ہو جائے اور دوران مطالعہ فکری الجھن سے بچ جائیں نیز گزشتہ مضمون سمیت دونوں کا خلاصہ ذہن نشین ہو جائے۔

قارئین گرامی سفر زندگی میں انسان بہت کچھ دیکھتا ہے اور پھر اس سے متاثر بھی ہوتا ہے۔ غلامی و آزادی کا تصور' غربت و امارت کا تصور' کامیابی و ناکامی کا تصور' فتح و شکست کا تصور' اطاعت و بغاوت کا تصور اور پھر زندگی اور موت کا تصور بھی انسان کے ساتھ لازم ہیں۔ یوں ہی حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی سیاسی تحریک جو ہندوستان میں وحدت اسلامی کے لئے برسرپیکار تھی' مختلف واقعات و حوادث سے گزرتے ہوئے جملہ تصورات کا مظاہرہ کرتی رہی۔ ان میں پانی پت کا واقعہ' کابل کی فتح شکست کا واقعہ اور شہدا کے خون سے بالاکوٹ کے سرسبز پہاڑوں کو سینچنے کا واقعہ زبان زد عام ہیں۔ وقت گزر جاتا ہے اور بالآخر فکر ولی اللہ کے محافظ اس نظریاتی ملکہ کو نظر بد سے بچاتے ہوئے مدرسہ دیوبند میں محفوظ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

یہ حزب ولی اللہ کا دوسرا دور تھا' جب دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مدرسہ کے روح رواں امیر امداد اللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے رفقا مولانا قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ' مولانا رشید احمد گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ' مولانا محمد یعقوب دیوبندی تھے۔ چنانچہ مدرسہ دیوبند کا اساسی اصول یہ ٹھہرا کہ حزب ولی اللہ نے اپنے دور میں جس قدر علوم و معارف کی اشاعت ضروری سمجھی تھی ان علوم و معارف کو حنفی فقہ کی پابندی سے تدریس و تصنیف کے ذریعہ زندہ رکھا جائے۔ چنانچہ علمی تحریک اطراف ہند سے نکل کر افغانستان و ترکستان اور حجاز و فاران تک پہنچ گئی۔ اس دوران دیوبند کے مرکزی فکر پر مختلف گروہوں نے حملے کئے' ان میں یہود و نصاریٰ' متجددین' بدوی و یمنی ذوق رکھنے والے ہندوستانی اور یورپین ذہنیت کے نوجوان قابل ذکر ہیں۔ لیکن دارالعلوم دیوبند نے ان تمام مخالف پارٹیوں کے محققانہ اور مجادلانہ جواب دیئے۔ یہ مدرسہ دیوبند کے پہلے چالیس سالہ دور کی علمی کامیابی تھی اور اس طرح یہ دور ۱۳۲۳ھ میں مولانا رشید احمد گنگوہی کی وفات پر ختم ہوتا ہے۔ دوسرا دور ۱۳۲۳ھ میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمتہ اللہ علیہ کی صدارت سے شروع ہوا اور ۱۳۳۹ھ میں ان کی وفات پر ختم ہوا۔ یہاں سے حزب ولی اللہ کے تیسرے دور کی ابتدا ہوتی ہے اس دور کے اساسی اصول فکر ولی اللہ سے دنیا کو متعارف کروانا تھا۔ مولانا شیخ الہند رحمتہ اللہ علیہ نے علی گڑھ کالج کے انقلابی عنصر کو اپنی تحریک میں شامل کر دیا تھا اور آپ انڈین نیشنل کانگریس کے اندر شمولیت اختیار کر کے بیرونی ممالک اسلامیہ کی سیاست سے علیحدگی اختیار کر کے کام کرنے کی راہ سمجھ چکے تھے۔

دراصل کسی نظام کی جگہ دوسرا نظام لانے کے لئے ایک عرصہ تک تیاری کرنی پڑتی ہے۔ شیخ الہندؒ نے اس دور میں اس تیاری کے لئے انڈین نیشنل کانگریس کا میدان پایا۔ شیخ الہند کے رفقاء میں سے ایک طرف مولانا کفایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ علیہ تھے اور دوسری طرف ڈاکٹر انصاری اور مولانا محمد علی برسرپیکار تھے۔ ۱۹۱۵ء میں حضرت شیخ الہند کی اسکیم سے ریشمی رومال کی تحریک چلی جس کا مقصد انگریز کا ہندوستان سے اخراج تھا۔ اس وقت برصغیر کی آبادی چالیس کروڑ تھی مگر پانچ چھ لاکھ انگریز حکومت کر رہے تھے۔ یہ وہ وقت تھا کہ ہندوؤں کو تو انگریزوں کے اخراج کا خواب بھی نہیں آیا تھا۔ لیکن علمائے حق اس

وقت بھی ہندوستان کی آزادی کے لئے نظریاتی جنگ لڑ رہے تھے۔ اسی زمانے میں شیخ الہند کو مولانا محمد علی جوہر نے شیخ الہند کا خطاب دیا اور برصغیر کے تمام لوگوں نے اسے تسلیم کیا۔ دیگر علماء کے علاوہ شاہ عبدالرحیم رائے پوری' مولانا سید تاج محمود امروٹی' مولانا غلام محمد دین پوری' مولانا عبیداللہ سندھی' مولانا انور شاہ کشمیری اور مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم جیسے جید علمائے کرام بھی شیخ الہند کے عقیدت مند تھے۔ شیخ الہند کے بعد کچھ عرصہ تک اس طبقہ کے سرگروہ مولانا انور شاہ کشمیری رہے لیکن بعد میں ۲۲ سال تک مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ ولی اللہ کی اس روحانی اولاد کی رہنمائی کی۔ ۱۹۴۲ء تک حزب ولی اللہ دارالعلوم دیوبند کے مرکز سے مصروف عمل رہی جہاں سے ہزاروں انقلابی وجود رونما ہوئے اور انہوں نے پورے برصغیر میں مدارس قائم کرکے فکر ولی اللہ کو نئی جلا بخشی۔

۱۹۴۲ء کے بعد علماء کی اس جمعیت میں نظریاتی اختلاف ہوا جس کی بنا پر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند سے ڈابھیل چلے گئے اور پھر وہاں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کرلی اور مسلم لیگ کی مناسبت سے جمعیت علمائے اسلام کی بنیاد ڈالی۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے لئے جداوطن کے تصور کے قائل تھے۔ اور اس تصور کو مسلم لیگ ہی لے کر اٹھی تھی۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے اصول کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے تاکید کی تھی کہ اگر پاکستان بننے سے پہلے ان کا انتقال ہوجائے تو انہیں اس جگہ دفن کرنا جہاں پاکستان بننا یقینی ہو۔ مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے حامی کئی دوسرے جید علماء تھے جن میں مولانا اشرف علی تھانویؒ' مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا ظفر احمد تھانویؒ شامل ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے ۱۹۴۶ء میں اپنے خطبہ صدارت علمائے اسلام کانفرنس لاہور میں اپنے نظریئے کی یوں وضاحت کی:

"عام مسلمین نے یہ قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ کو پاکستان بنایا جائے جو اسلامی ثقافت و دیانت اور سیاست و حکومت کا آزاد مرکز ہو۔" (بحوالہ ہمارا پاکستان عثمانی)

جمعیت علمائے ہند کے اس اختلاف میں دوسری طرف مولانا حسین احمد مدنی اور دیگر علمائے کرام تھے ان سب کا اس وقت یہ نظریہ تھا کہ مسلمانوں کے لئے نقل مکانی اور جداوطن مناسب نہیں' انہوں نے اپنے اس نظریئے کی تائید میں مسلمانوں کے لئے قرارداد پاس کرکے یہ فارمولا پیش کیا کہ:

"صوبے خود مختار ہوں اور مرکز کو صرف وہی اختیارات ملیں جو تمام صوبے متفقہ طور پر مرکز کے حوالے کریں اور جن کا تعلق تمام صوبوں سے یکساں ہو۔ کیونکہ اس طرح کشمیر سمیت پندرہ صوبوں میں سے پانچ صوبے ایسے ہوں گے جہاں مسلم اکثریت کا اقتدار ہوگا اور اہم پورٹ فولیو کی تقسیم بھی مساوی طور پر ہوگی۔"

جمعیت علمائے ہند دراصل کامل اخلاص کے حامل تھے۔ مولانا آزاد ذہین ترین ہستی تھے جن کا تعلق مرتے دم تک جمعیت علمائے ہند سے رہا اور حضرت شیخ الہندؒ کے خاص عقیدت مند تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ علمائے ہند کا نظریہ رد کیا جارہا ہے تو انہوں نے نواب ممدوٹ کے ذریعے قائد اعظم محمد علی جناح سے کہلوایا کہ وہ بنگال چھوڑ دیں اور پنجاب پورا لے لیں۔ قائد اعظم نے کہا کہ وہ کانگریس کو کیسے راضی کریں گے؟ تو پھر انہوں نے لیاقت علی خان کی زبانی کہلوایا کہ میں کانگریس کو منوالوں گا۔ لیکن انہوں نے آخر جواب دیا کہ قائد اعظم منظوری کے دستخط کر آئے ہیں۔ تاہم اس کے بعد قائد اعظم جو آہنی عزم والے انسان تھے بہت افسردہ ہوئے۔ مولانا ابوالکلام آزاد ہی وہ شخصیت تھے جنہوں نے ایک بار قائد اعظم سے فرمایا تھا کہ "آپ جلدی نہ کریں چند سال محنت کریں گے تو نقشہ ہی بدل جائے گا۔ یعنی پورے ہندوستان کی متحدہ اسلامی حکومت ہاتھ آئے گی' جن کا نظریہ اٹھارویں صدی میں حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ نے پیش کیا تھا۔ لیکن وقتی مصلحتوں کے پیش نظر قائد اعظم مزید انتظار کے تصور کو اپنے دل میں جگہ نہ دے سکے۔ چنانچہ جمعیت علمائے ہند انتخاب میں ناکام ہوگئی اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت قرار پائی۔ جس کی کوششوں سے خطہ پاکستان معرض وجود میں آیا۔ چنانچہ پاکستان بننے کے بعد مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے جب کسی شخص نے ایک مجلس میں پوچھا کہ حضرت پاکستان کے لئے اب آپ کا کیا خیال ہے؟ تو حسب معمول سنجیدگی اور بشاشت سے شیخ العرب والعجم حضرت حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں جواب میں فرمایا کہ "مسجد جب تک نہ بنے تو اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن جب وہ بن گئی تو مسجد ہے۔" (بحوالہ شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

تحریک پاکستان کے لئے حزب ولی اللہ کا دوسرا رخ جمعیت علمائے اسلام مسلم لیگ سمیت برسرپیکار رہی۔ تاریخ سے واقفیت رکھنے والا کون شخص یہ نہیں جانتا کہ پاکستان کا قیام دراصل علمائے حق کی اس تاریخی جدوجہد اور قربانیوں کا منطقی نتیجہ ہے' جس میں انہوں نے فرنگی استعمار کی ہمہ گیر یلغار کے مقابلہ میں ملت اسلامیہ کے نظریاتی' تہذیبی اور تعلیمی تشخص کو محفوظ رکھا اور ملت اسلامیہ کا یہی جداگانہ تشخص قیام پاکستان اور تقسیم ملک کے لئے جواز بنا۔ پھر قیام پاکستان کی تحریک بھی علمائے کرام کی عملی جدوجہد سے خالی نہیں۔ تحریک پاکستان کے

دیگر قائدین کے ساتھ ساتھ حضرت تھانوی' مولانا عثمانی' مولانا ظفر احمد عثمانی' مولانا اظہر علی' مولانا مفتی محمد شفیع' مولانا عبیداللہ بدایونی' پیر صاحب مانکی شریف اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اکابر علماء نے یہ عظیم خدمات سرانجام دیں۔ ان حضرات کی خدمات کا احساس تب ہوگا جب تاریخ کے اس قریب (علمائے ہند کی تحریک پاکستان سے مخالفت) کا پردہ چاک کریں گے۔

برادران اسلام! جب ۱۹۱۲ء میں مسلم لیگ اور کانگریس ایک دوسرے کے قریب آنے لگی تو ۱۹۱۶ء تک دونوں میں کافی مفاہمت ہوگئی۔ قائد اعظم محمد علی جناح اور راجہ صاحب محمود آباد نے اس کے لئے بہت محنت کی اور ہندو مسلم اتحاد سے مفاہمت کا یہ فارمولا سامنے آیا کہ کانگریس نے جداگانہ انتخاب کا اصول تسلیم کرلیا۔ مسلمانوں کو جب اپنی منزل قریب نظر آنے لگی تو انہوں نے سوچا کہ مستقبل کی قیادت دینی اصولوں پر ہونی چاہئے یہ وہ زمانہ تھا جب برسوں کی کوششوں اور قربانیوں کے ذریعے حزب ولی اللہ نے مسلمانوں کی کامیابی کی راہیں ہموار کردیں تھیں اور اب اس دور میں قیادت نوجوان نسل کے ہاتھ آگئی تھی' جس کے سرگروہ قائد اعظم محمد علی جناح تھے۔ چنانچہ علمائے کرام نے مسلم لیگی لیڈروں کو کماحقہ دین سے واقف کروانے کے لئے وفود بھیجنے شروع کئے۔ مولانا تھانوی نے مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ کو یہ کام سپرد کیا اس سلسلے کا وفد ۲۴ دسمبر ۱۹۳۸ء کو مولانا مرتضیٰ حسن کی قیادت میں مسٹر جناح کے پاس پہنچا' اس وقت مولانا عثمانی اپنی والدہ کی علالت کی بنا پر وفد کی قیادت نہ کرسکے اس وفد نے مسٹر جناح کو نماز پڑھنے کی تلقین کی' مسٹر جناح نے جواباً کہا کہ "میں گناہگار ہوں' خطا وار ہوں' آپ کو حق ہے کہ مجھے کہیں اور میرا فرض ہے کہ میں اس کو سنوں' میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ نماز پڑھوں گا۔" یہ قائد اعظم کے الفاظ تھے جو آج بھی حیات امداداللہ نامی کتاب میں موجود ہیں۔ دوسرا وفد ۱۲ فروری ۱۹۳۹ء کو خود مولانا عثمانی صاحبؒ کی قیادت میں دہلی میں مسٹر جناح سے ملا اس مرتبہ بھی قائد اعظم نے فلسفہ اسلام پر یوں وضاحت کی کہ "دنیا کے کسی مذہب سے سیاست علیحدہ ہو یا نہ ہو میری سمجھ میں اب خوب آگیا ہے کہ اسلام میں سیاست مذہب سے الگ نہیں بلکہ مذہب کے تابع ہے۔" (قائد اعظم کے یہ الفاظ متذکرہ کتاب کے صفحہ ۲۵ پر موجود ہیں)

الغرض تحریک پاکستان کے ساتھ ساتھ قائد اعظم کی اسلامی نظریہ سازی بھی ہوتی رہی۔ یہی وجہ ہے کہ قائد اعظم نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "مسلم لیگ کے ساتھ ایک بہت بڑا عالم ہے جس کا علم و تقدس اور تقویٰ اگر ایک پلڑے میں رکھا جائے اور باقی تمام علمائے کا تقدس و تقویٰ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو اس کا پلڑا بھاری ہوگا اور وہ مولانا اشرف علی تھانوی ہیں۔" قائد اعظم کے یہ الفاظ تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی نام کی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر موجود ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مسلم لیگ کے زبردست موید تھے جن کا یہ نظریہ تھا کہ مسلمانوں کی کامیابی علیحدہ حکومت حاصل کرنے سے ہی ہے۔ حضرت مولانا عثمانی اور حضرت مولانا تھانوی رحمہم اللہ کی تحریک پاکستان کے دو عظیم رہنما ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں کلکتہ میں مولانا عثمانی نے جمعیت علمائے اسلام کی بنیاد رکھی اور مسلم لیگ کی حمایت میں شانہ بشانہ کام کیا۔

۱۹۳۵ء میں انڈیا ایکٹ کے بعد جب ۱۹۳۷ء میں کانگریسی لیڈروں نے گیارہ سیٹوں میں سے پانچ جیت لیں تو اس وقت جواہرلال نہرو نے کہا کہ آج ہندوستان میں صرف دو پارٹیاں کانگریس اور برطانوی حکومت ہیں۔ قائد اعظم نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں ایک تیسرا فرقہ بھی ہے جو کہ مسلمان ہیں۔ اسی دوران فسادات شروع ہوگئے اور کانگریسی وزارتوں نے مسلمانوں کے اسلامی وقار کو نقصان پہنچایا۔ علمائے اسلام کو اس بات سے بہت دکھ ہوا' اپنے دو سال گزرنے کے بعد کانگریس وزارتیں ٹوٹ گئیں اور یوں ۱۹۳۹ء میں مسلمانوں نے یوم نجات منایا۔ کانگریس نے "ہندوستان چھوڑ دو" سول نافرمانی کی تحریک چلادی اور ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۵ء تک اسے خلاف قانون قرار دیا گیا۔ ادھر مسلمانوں نے ۲۴ مارچ ۱۹۴۰ء کو مولوی فضل حق وزیر اعلیٰ پنجاب کی پیش کردہ قرارداد لاہور پاس کردی تھی۔ ۱۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو دلی میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے جملہ مسلم لیگی ارکان کا ایک کنونشن بلایا گیا جس میں قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنے صدارتی خطبے میں زوردار طریقے سے کہا کہ "کوئی طاقت ہمیں اپنے مقصد (حصول پاکستان) سے نہیں روک سکتی" بالآخر مسلمانوں کی مسلسل کوشش نے ہندوؤں اور انگریزوں کو جھکنے پر مجبور کردیا۔ جون ۱۹۴۷ء کو صوبہ سرحد میں استصواب رائے کا اعلان ہوا' سرحد سرخ پوشوں کا گڑھ تھا۔ جبکہ سرحد کے فرزند تو شمع اسلام کے پروانے تھے۔ علماء کا سرحد میں بڑا اثر تھا اور قائد اعظم سرحد کے استصواب رائے کے لئے بڑے بے چین تھے انہوں نے یہ منزل ہفت خواں سر کرنے کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کو چنا اور دلی میں ایک ملاقات کے دوران درخواست کی کہ وہ سرحد کا دورہ کریں اور وہاں کے غیور و جسور فرزندوں کو پاکستان کے حق میں آمادہ کریں۔ چنانچہ حضرت عثمانی اور پیر مانکی و پیر زکوڑی شریف کی کوششوں سے صوبہ سرحد نے

استصواب رائے کے ذریعے پاکستان میں شامل ہونے کا اعلان کردیا۔ سرحد کے علاوہ دوسرا علاقہ سلہٹ کا تھا' جہاں استصواب رائے ہونا تھا چنانچہ جناب حضرت عثمانی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھی مولانا ظفر احمد عثمانی نے انتخابی مہم کی قیادت کی اور زبردست کوششوں سے سلہٹ کے ریفرنڈم کا فیصلہ بھی پاکستان کے حق میں کروایا۔

الغرض! یوں حکیم الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی سیاسی تحریک جو کہ ہندوستان کی متحدہ اسلامی حکومت کے لئے اٹھی تھی' مختلف ادوار میں مختلف روپوں میں برسرپیکار رہی اور معرکہ پانی پت' کابل کی حکومت' معرکہ بالاکوٹ اور قیام دارالعلوم دیوبند جیسے واقعات کو ہند کی تاریخ میں لکھتی رہی اور بالآخر اپنی زندگی کے تین سو سال گزار کر بیسویں صدی میں جمعیت علمائے ہند' مسلم لیگ اور جمعیت علمائے اسلام کے لباس میں ظاہر ہوئی ان میں دو پارٹیوں یعنی مسلم لیگ اور جمعیت علمائے اسلام نے حکیم الہند کے نظریے کو تقسیم کردیا اور جمعیت علمائے ہند اپنے پراسرار تصورات کے ساتھ علیحدگی اختیار کرگئی۔ مسلم لیگ اور جمعیت علمائے اسلام نے حسب حیثیت اپنے حصے کی سیاست میں کامیابی حاصل کری جس کے نتیجے میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ چنانچہ فکر ولی اللہ کو تحریک پاکستان میں داخل کرنے والے دو عظیم انسانوں نے قیام پاکستان کے وقت پاکستانی جھنڈے لہرائے' ان میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ نے کراچی میں قائد اعظم کے حکم پر پاکستانی جھنڈا لہرایا اور ان کے ساتھی مولانا ظفر احمد عثمانی نے ڈھاکہ میں سب سے پہلے پاکستانی پرچم لہرانے کی تاریخی سعادت حاصل کی اور پھر حضرت شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ ہی نے قائد اعظم محمد علی جناح کی وفات پر اس مرد جری کی نماز جنازہ پڑھائی' یہ ان کے کردار اور عملی جدوجہد کا اعتراف تھا۔ ان ہی کلمات کے ساتھ میں حاکم حقیقی کا شکر ادا کرتے ہوئے اس تقریر کو ختم کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اگر زندگی نے ساتھ دیا تو بی اے کے امتحان کے بعد پھر اپنے معزز قارئین کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ انشاء اللہ

اسلام زندہ باد' پاکستان پائندہ باد

این جی اوز کی شہہ پر غیر مسلم اقلیتیں پاکستان کا امن خراب کرنے کی کوشش نہ کریں

تحفظ ناموس رسالتؐ کے قانون کے خلاف احتجاج ناقابل فہم ہے

قادیانی گروہ سائنس دانوں میں اختلاف پیدا کرکے ملک کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت مسجد عائشہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' مولانا عبدالغفور حقانی' مولانا عبدالکریم ندیم' نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' انجینئر ابتسام الٰہی ظہیر' میاں محمد افضل' محمد اسمٰعیل قریشی ایڈووکیٹ' رشید احمد سندھو' نے کہا کہ قادیانی گروہ ملک میں انارکی پھیلانے کے لئے مختلف ہتھکنڈے اختیار کررہے ہیں اور اس سلسلے میں مرزا طاہر سے لے کر عام قادیانی تک ڈاکٹر عبدالقدیر اور ان کے مسلمان ساتھیوں کے خلاف پروپیگنڈہ مہم چلائے ہوئے ہیں اور ایٹمی طاقت بننے کا کریڈٹ قادیانی سائنس دانوں کو دینا چاہتے ہیں حالانکہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی سے لے کر منیر احمد تک تمام قادیانیوں نے پاکستان کو ایٹمی قوت بننے سے روکنے کی کوشش کی اور وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب کا اعتراف موجود ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے ایٹمی راز اور پاکستان کے ایٹم بم کا نمونہ امریکی وزارت خارجہ اور سی آئی اے کو فراہم کیا جب قادیانی گروہ اس میں ناکام ہوا تو اب وہ سائنس دانوں کے درمیان اختلافات کی خبریں پھیلا کر ملک میں انارکی پیدا کرنا چاہتا ہے لیکن ماضی کی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کے ان عزائم کو ناکام بنادے گی۔ ان علمائے کرام نے عیسائیوں اور دیگر اقلیتی فرقوں کی جانب سے تحفظ ناموس رسالتؐ کے خلاف احتجاجی مہم پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ان اقلیتی رہنماؤں پر واضح کیا کہ وہ این جی اوز کی شہہ اور اکسانے پر مسلمانوں کے ساتھ تصادم کی پالیسی اختیار نہ کریں اور ملک میں بدامنی کی فضا پیدا نہ کریں ہمارے علم کے مطابق این جی اوز نے پاکستان کے بڑے شہروں لاہور' فیصل آباد' خانیوال اور ساہیوال میں احتجاجی مظاہروں کا پروگرام تشکیل دیا ہے اور اس سلسلے میں پمفلٹ وغیرہ تقسیم کررہے ہیں' ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان مظاہروں پر پابندی عائد کرے اور غیر مسلم اقلیتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان مظاہروں میں شریک ہوکر غیر ملکی طاقتوں کے آلہ کار نہ بنیں ورنہ مسلمان مجبور ہوں گے کہ وہ خود ان مظاہروں کو روکیں جس کا تمام تر نقصان اقلیتی طبقے کو ہوگا۔ غیر مسلم اقلیتوں کو تمام حقوق اس صورت میں دیئے جائیں گے کہ جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا احساس کریں۔ پاکستان میں توہین انبیائے کرام علیہم السلام یا توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ کانفرنس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ توہین رسالتؐ کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم یا طریقہ کار میں تبدیلی کے متعلق غور و فکر بھی چھوڑدے اور اقلیتوں کو پابند کرے کہ وہ اس قانون کے خلاف کسی قسم کا احتجاجی مظاہرہ نہ کریں اور قادیانیوں کی لادینی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرے۔

مولانا محمد عمر فاروق شیخ

پاکستان۔ عالم اسلام کا پہلا ایٹمی ملک

حمد و ستائش اس ذات کے لئے جس نے اس کارخانہ عالم کو وجود بخشا اور درود و سلام اس کے آخری پیغمبرؐ پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا۔

یکم صفر المظفر ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء بروز جمعرات پاکستان نے اپنی سالمیت اور مفادات پر امریکہ اور برطانیہ سمیت تمام عالمی دباؤ کو مسترد کرکے بھارت کے پانچ ایٹمی دھماکوں کے مقابلے میں (جو بھارت نے علیحدہ علیحدہ کئے تھے) بلوچستان کے معروف علاقے "چاغی" میں اکٹھے پانچ ایٹمی دھماکے کرکے بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا۔ پہلا دھماکہ تین بجکر ۱۷ منٹ پر کیا گیا' جس کی شدت ۳۶ کلوٹن کے ٹی این ٹی تھی' دوسرا دھماکہ ۱۲ ٹی این ٹی کا تھا' جبکہ باقی تین دھماکے قدرے کم طاقت کے تھے جو عام طور پر بڑے فوجی اجتماعات کو تباہ کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ پاکستان کے سب سے طاقتور دھماکے کی شدت ریکٹر اسکیل پر ۵ تھی اور یہ ہیروشیما پر گرائے جانے والے ایٹم بم سے ۸ گنا زائد تباہ کن قوت کا حامل تھا دھماکوں کے وقت ملحقہ علاقوں میں ہلکے جھٹکے محسوس کئے گئے اور اسی روز شام پانچ بجے تک تمام دھماکے مکمل کئے جاچکے تھے۔ اور اس طرح پاکستان نے بھارت کا جواب چکا دیا۔ اس کے بعد ہفتہ کے روز ۳ صفر المظفر ۱۴۱۹ھ بمطابق ۳۰ مئی ۱۹۹۸ء کو پاکستان نے مزید دو ایٹمی دھماکے کرکے نہ صرف بھارت سے برتری حاصل کرلی۔ بلکہ پاکستان عالم اسلام کی پہلی ایٹمی طاقت بن گیا۔ پاکستان نے ایسا کرکے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ اپنا حق استعمال کیا ہے اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے انتہائی نیک نیتی' غیرتمندی' اور جرات کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان کے ۱۴ کروڑ عوام (مسلمانوں) کے دل جیت لئے۔

اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مغربی اور یورپی عیسائی مشنری ایک اسلامی ملک کے ایٹمی دھماکوں کو برداشت نہیں کرپائے گی اور اسے یکا و تنہا چھوڑ دے گی جیسا کہ جاپان اور امریکہ نے کہا ہے لہٰذا پاکستان کے ایٹمی دھماکے پوری قوم سے اب قربانی مانگ رہے ہیں۔ عرب ممالک اور خلیجی ریاستیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کوئی اقدام امریکہ کی مرضی کے خلاف نہیں کرتیں کیا یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ اس مشکل گھڑی میں اپنے برادر اسلامی ملک کی مدد کریں گی؟ بظاہر تو یہ بات مشکل نظر آتی ہے جبکہ اخباری اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مسلم ممالک جو تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ اب خود مغربی ممالک سے قرضے وصول کررہے ہیں۔ امریکہ نے انہیں لوٹ لوٹ کر کنگال کردیا ہے' رہا اکیلا چین تو اس کی ساری ہمدردیاں پاکستان کے ساتھ ہیں اور اس نے ہر مشکل وقت میں ہمارا ساتھ نبھایا ہے لیکن خود اس کی مالی پوزیشن ایسی نہیں ہے کہ وہ اس معاملے میں ہماری کوئی مدد کرسکے۔ تاہم' ہم چین اور دیگر ان دوست ممالک کا جنہوں نے پاکستان کو اپنے تعاون کا یقین دلایا ہے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے پاکستان اور پاکستانی عوام کی مکمل حوصلہ افزائی کی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک بھارت سے ایٹمی دھماکوں کے باوجود نہ صرف خاموش تماشائی ہی بنے رہے بلکہ پوری پوری مدد بھی کرتے رہے اور کرتے رہیں گے۔ اور ہوسکتا ہے اسے مزید پاکستان کے خلاف اکسائیں جیسا کہ اسرائیل عرب ممالک کے ساتھ کررہا ہے' اقوام متحدہ درحقیقت امریکہ حکومت کا ہی ایک ذیلی ادارہ ہے جو امریکہ کی مرضی کے خلاف ایک لفظ تک نہیں کہہ سکتا اس لئے اس سے کسی چیز کی توقع رکھنا نہ صرف عبث ہے بلکہ احمقانہ پن ہے۔

پاکستان نے بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے بعد مستقل ایک عرصے تک صبر و تحمل کے ساتھ عالمی رد عمل کا انتظار کیا۔ لیکن سوائے مایوسی کے اسے اور کچھ نہیں ملا' اگر پاکستان ایٹمی دھماکے نہ کرتا تو بھارت کی انتہاء پسند ہندو حکومت اس پر چڑھ دوڑتی۔ پاکستان نے جو کچھ بھی کیا نہ صرف بحالت مجبوری بلکہ "دفاعی" انداز میں کیا۔ لیکن یہ مجبوری ترقی یافتہ دنیا کی سمجھ میں آئی بھی سہی تو وہ پاکستان کے خلاف اقتصادی اور فوجی پابندیاں لگانے سے پھر بھی باز نہیں آئے گی۔ باخبر ذرائع کے مطابق ایک اطلاع یہ بھی ہے کہ ایک اسلامی ملک کے ایٹمی دھماکوں کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک نے اسرائیل کو بھی ایسے ہی دھماکے کرنے کا گرین سگنل دے دیا ہے' تاکہ وہ اسلامی دنیا پر اپنی دھاک بٹھاسکے۔ یہ وہ حالات ہیں جو ہم میں سے ہر ایک سے چاہے وہ کسی بھی

شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھتا ہو قربانی مانگتے ہیں۔ لہٰذا اس آزمائش کی گھڑی میں سب کو نہ صرف اتحاد ہی کا مظاہرہ کرنا ہوگا بلکہ انتقام اور بدلے کی سیاست کو بھی ترک کرنا ہوگا۔ منافقانہ طرز عمل سے احتراز برتنا ہوگا۔ صنعت کاروں' تاجروں اور بڑے لوگوں کو عام آدمی کی طرح حکومت کی ہر ممکن مدد کرنا ہوگی۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے جیسا کہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے کہ غریب آدمی تو قربانیاں دیتے دیتے غربت کی چکی میں پستے چلے جاتے ہیں اور امیر لوگ اپنے ٹھاٹ باٹھ قائم رکھنے کے لئے بدعنوانیوں سے ذرا بھر بھی نہیں چوکتے۔

"ایٹمی دھماکہ" وقت کی اہم ترین ضرورت تھی اور پاکستان کے اس جراتمندانہ اقدام سے بھارت کو پتہ چل گیا ہوگا کہ پاکستانی قوم اپنی آزادی' عزت و حرمت پر کوئی سودا نہیں کرے گی۔ پاکستان نے ایٹمی دھماکے کرکے نہ صرف اپنی دفاعی صلاحیت کا اظہار کیا ہے بلکہ سرحدوں پر غوری میزائل نصب کرکے بھارت کی کسی بھی ممکنہ اشتعال انگیزی کا راستہ مسدود کردیا ہے۔ اس سلسلے میں فوجی قیادت کی فعال اور موثر قیادت کی داد نہ دینا زیادتی ہوگی' جنہوں نے سرحدوں کو ناقابل تسخیر بناکر ملک کے عوام کو تحفظ اور سلامتی کی یقین دہانی کرادی ہے۔

بنیادی طور پر پاکستان ایک امن پسند ملک ہے اور ایک عرصے تک اس کا مطالبہ رہا کہ پہلے پرامن مقاصد کے لئے جوہری صلاحیت کے استعمال کی اجازت ہونی چاہئے' جس کی دنیا بھر سے مزاحمت ہوتی رہی مگر بھارتی دھماکوں کے بعد اقوام عالم کی مجرمانہ بے حسی اور خفیہ و خاموش تعاون کے بعد پاکستان پر یہ لازمی ہوگیا تھا کہ وہ بھارت کے ہاتھوں بلیک میل ہونے سے بچے دریں اثنا حکومت پاکستان کا یہ فیصلہ ہر لحاظ سے قابل تحسین ہے' یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے ایٹمی

پاکستان کے جرأت مندانہ اقدام سے بھارت کو پتہ چل گیا ہوگا کہ پاکستانی قوم آزادی اور حرمت وعزت پہ کوئی سودا نہیں کرے گی

دھماکوں کی خوشی میں ملک بھر میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لاکھوں ٹن مٹھائی تقسیم کی گئی اور بعض مقامات پر شکرانے کے نوافل بھی ادا کئے گئے کہ خدائے پاک نے پاکستان اور پاکستانی حکمرانوں کو امریکی غلامی سے نجات دے کر مکمل آزاد قوم کی حیثیت سے جینے کا فیصلہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائی' اس لئے اب قوم کو چاہئے کہ:

حکومت' اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان سمیت ان کی پوری ٹیم کو نہ صرف مبارکباد ہی دے بلکہ ان کو اپنے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائے اور اسلامی ممالک میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے پاکستان کو پابندیوں سے آزاد کرانے اور مکمل طور پر سرخرو ہونے میں اپنا کردار ادا کرے' کیونکہ حکومت نے غیرتمندانہ فیصلہ کرتے ہوئے ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے کو اپناتے ہوئے دھماکے کئے ہیں۔ جو کہ امت مسلمہ کی نہ صرف اشد ضرورت ہیں بلکہ ان کے لئے باعث اعزاز ہیں۔

وزیر اعظم پاکستان میں محمد نواز شریف نے ایٹمی دھماکوں سے متعلق جس جرات کا مظاہرہ کیا' تاریخ میں ان کا نام سنہرے حروف سے لکھا جائے گا'

حکومت نے انقلابی کارنامہ انجام دے کر قوم کا سر فخر سے بلند کردیا ہے۔

پاکستان کے لئے اقتصادی پابندیاں' بڑی طاقتوں کی دھمکیاں' دشمنوں اور یہودیوں کا دباؤ اور ان کے جارحانہ عزائم ہمارے سامنے بڑے بڑے خطرات کی شکل میں موجود ہیں لیکن قومیں خطرات سے عہدہ برآ ہونے پر ہی بنتی اور سنورتی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ پاکستانی قوم ایٹمی قوت بننے کے بعد پہلے سے زیادہ مضبوط' پہلے سے زیادہ مستحکم' اور پہلے سے زیادہ متحد ہوکر دنیا میں اپنی عزت نفس' تشخص' وقار اور قومی کردار نئے سرے سے متعارف کرواکر پندرھویں صدی کے تقاضوں کو پورا کیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ جس طرح پاکستان کے لئے ایٹمی دھماکہ وقت کی اہم ترین ضرورت تھی بالکل اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ضرورت اس ملک میں اسلام کے نفاذ کی ہے جس کا وزیر اعظم پاکستان بارہا اعلان بھی فرماچکے ہیں' کیا ہی بہتر ہو کہ اس ملک کے انقلابی وزیر اعظم اپنے انقلابی اقدامات کے تحت حسب معمول جراتمندانہ دینی حمیت و غیرت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے نفاذ اسلام کا اعلان کرکے ایک اور انقلابی عظیم ترین "اسلامی دھماکہ" کردیں' تاکہ نہ صرف حصول پاکستان ہی کا مقصد پورا ہوجائے بلکہ ذریعہ آخرت و نجات بھی ہوجائے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ حکومت پاکستان اس سلسلے میں بھی جلد اقدامات کرے گی اور مزید وطن عزیز کے دفاع کو ناقابل شکست بنانے کی سعی جاری رکھے گی' نیز پاکستان اپنی جوہری صلاحیت کے استعمال کا آغاز تعمیری مقاصد میں بھی تیزی سے شروع کرے گا۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ

O

اخبار ختم نبوت

ارتداد کی شرعی سزا کے نفاذ سے قادیانی سرگرمیوں پر قابو پایا جاسکتا ہے

توہین رسالت ﷺ قانون میں تبدیلی سے کفار کو انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کا اختیار مل جائے گا

ختم نبوت کانفرنسوں سے مختلف علمائے کرام کے خطابات

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس ساہیوال:

۱۸ جون بعد نماز عصر تا عشاء جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی نے فرمائی۔ جمعیت علمائے اسلام کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب جمعیت پنجاب کے امیر مولانا محمد عبداللہ سیکریٹری جنرل پنجاب جمعیت مولانا رشید احمد لدھیانوی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب' مجلس احرار اسلام کے سیکریٹری اطلاعات جناب خالد لطیف چیمہ' قاری عبدالہادی نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض عالمی مجلس ساہیوال کے روح رواں حضرت قاری عبدالجبار صاحب نے انجام دیئے کانفرنس میں حاضری مثالی تھی۔ ضلع بھر کی دینی شخصیات نے بطور خاص شرکت فرمائی' کانفرنس میں منظور ہونے والی قراردادیں درج ذیل ہیں:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی تحفظ ناموس رسالت کانفرنس کا یہ اجتماع ملک میں عیسائیوں اور قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں اور اسلام و ملک دشمن کارروائیوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ:

☆ قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی دفعہ ۲۹۵۔ سی میں کسی قسم کی کوئی ترمیم نہ کی جائے۔

☆ عیسائیوں اور قادیانیوں سمیت تمام غیر مسلم اقلیتوں کو آئین کا پابند بنایا جائے تاکہ وہ اپنے متعینہ دائرے میں رہ کر کام کریں۔

☆ ربوہ کے تعلیمی اداروں سمیت ۶۳ عیسائی و قادیانی تعلیمی اداروں کی واپسی کا تازہ ترین صوبائی اعلان و فیصلہ فی الفور واپس لیا جائے۔

☆ بشپ جان جوزف کے قتل کے سلسلہ میں ایس۔ایس۔پی ساہیوال کی بنائی گئی تفتیشی ٹیم نے اس قتل کو خودکشی قرار دیا ہے یہ اجتماع اس تفتیش کو مکمل طور پر مسترد کرنے کا اعلان کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ برانچ کرائمز کے کسی اعلیٰ افسر سے غیر جانبدارانہ انکوائری کرائی جائے۔

☆ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے اور ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

خطبہ جمعہ لاہور:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام ۱۹ جون جامع مسجد عیدگاہ آرائیں بازار میں جمعہ کا خطبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا اللہ وسایا نے دیا۔ بھرپور حاضری تھی گھنٹہ بھر سے زائد وقت تک آپ کے مجاہدانہ بیان سے سامعین نے اپنے ایمانوں کو منور کیا۔

کانفرنس ٹاؤن شپ لاہور:

۱۹ جون بعد از نماز عشاء جامع مسجد قبرستان والی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا عبدالرحمن شاہجہانی مناظر اسلام نے کی۔ مہمان خصوصی شیخ التفسیر حضرت مولانا خلیل الرحمن تھے۔ کانفرنس سے حضرت مولانا پروفیسر ظفر اللہ شفیق' حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی اور مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ کانفرنس مغرب کے بعد سے شروع ہوکر رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس میں علاقہ بھر کے لوگوں نے شرکت کی اس علاقہ میں قادیانیوں کی سازشی

سرگرمیوں کے توڑ کے لئے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے مختلف مساجد میں خطاب جمعہ ارشاد فرمائے اور لٹریچر تقسیم کیا۔ کانفرنس بھی اس سلسلہ کی کڑی تھی۔

ختم نبوت کانفرنس داروغہ والا:

۲۰ جون بعد از نماز عشاء داروغہ والا بند روڈ کی جامع مسجد میں عظیم الشان سیرۃ و ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا سید منور حسین صدیقی نے صدارت فرمائی۔ پروفیسر جناب محمد اسلم صدیقی' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی اور مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں شرکاء نے قادیانیوں کے بائیکاٹ کا اعلان کیا' کانفرنس کے اختتام پر سامعین وشرکاء کی پھلوں سے تواضع کی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس اوکاڑہ:

۲۱ جون بعد از نماز عشاء مرکزی گول چوک جامع مسجد اوکاڑہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اوکاڑہ شہر و ضلع بھر کی تمام دینی جماعتوں اور مدارس عربیہ اور مجلس کے رہنماؤں نے بھرپور شرکت سے کانفرنس کو کامیاب بنایا۔ عالمی مجلس کے رہنماؤں مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسمٰعیل' مولانا عبدالرزاق مجاہد' مجلس علمائے اہل سنت کے سیکریٹری جنرل مولانا عبدالغفور حقانی' سیکریٹری مولانا عبدالکریم ندیم نے خطاب کیا کانفرنس رات کے ۲ بجے تک جاری رہی۔

ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ:

۲۲ جون بعد از نماز عشاء جامع مسجد عثمانیہ باغبانپورہ گوجرانوالہ میں ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ دیوبندی' اہلحدیث' بریلوی تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے شرکت فرمائی۔ کانفرنس رات گئے بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ دعا حضرت مولانا عبدالقدوس قارن نے فرمائی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا حافظ گلزار احمد آزاد نے انجام دیے' کانفرنس کے منتظم اعلیٰ مولانا حافظ محمد یوسف عثمانی' مولانا حافظ محمد ثاقب اور حاجی فقیر اللہ اختر تھے۔ کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا' مولانا عبدالغفور حقانی' مولانا عبدالکریم ندیم' مولانا قاری جمیل الرحمن اختر اور دوسرے رہنماؤں نے خطاب کیا' کانفرنس مثالی طور پر کامیاب رہی۔

ختم نبوت کانفرنس شیخوپورہ:

۲۳ جون بعد از نماز عشاء جامع مسجد عید گاہ شیخوپورہ میں عالمی مجلس کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جمعیت علمائے اسلام شیخوپورہ کے امیر اور مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا عبداللطیف انور نے صدارت فرمائی۔ سپاہ صحابہؓ کے ممتاز رہنما حضرت مولانا عبدالغفار صاحب' عالمی مجلس کے مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا اللہ وسایا' مولانا منور حسین صدیقی' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا عزیزالرحمن اور مجلس علمائے اہل سنت کے رہنما مولانا عبدالغفور حقانی' مولانا عبدالکریم ندیم اور دوسرے رہنماؤں نے خطاب کیا۔ ضلع بھر سے وفود نے کانفرنس میں شرکت کی۔ جمعیت علمائے اسلام' سپاہ صحابہؓ' عالمی مجلس کے رہنماؤں نے کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے دن رات ایک کر دیے تھے۔ ان حضرات کی محنتوں کے صدقے کانفرنس مثالی طور پر کامیاب رہی۔

ختم نبوت کانفرنس لاہور:

۲۴ جون بعد از مغرب جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پیر طریقت حضرت قبلہ سید انور حسین نفیس الحسینی دامت برکاتہم کی سرپرستی' الحاج بلند اختر نظامی' قبلہ حضرت حافظ قاری محمد یوسف عثمانی کی صدارت میں کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی۔ لاہور کے ممتاز قانون دان جناب محمد اسمٰعیل قریشی' جناب نذیر احمد غازی' اہلحدیث مکتب فکر کے رہنما جناب ابتسام الٰہی ظہیر' مولانا منور حسین صدیقی' مولانا اللہ وسایا' مولانا عبدالغفور حقانی' مولانا عبدالکریم ندیم نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری پروفیسر محمد ظفر اللہ شفیق تھے۔ قراردادیں مولانا محمد اسمٰعیل نے منظور کرائیں۔ تلاوت قاری محمد علی' قاری جہانگیر اور حافظ محمد رمضان مدنی نے کی۔ حضرت مولانا عزیزالرحمن صاحب' مبلغ عالمی مجلس لاہور و شیخوپورہ کانفرنس کے نگران اعلیٰ تھے۔ کانفرنس بھرپور طریقہ سے بخیر وخوبی اختتام ہوا۔

دیپال پور بار روم سے خطاب:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا نے دیپال پور ضلع اوکاڑہ کے بار روم میں ۲۵ جون بروز جمعرات ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک خطاب فرمایا۔ بار روم میں وکلاء و عہدیداران کی خاص تعداد موجود تھی۔ تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور دفعہ ۲۹۵ سی پر آپ نے بھرپور دلائل سے روشنی ڈالی بار روم کے صدر و سیکریٹری نے آپ کا خیر مقدم کیا' بیان کے اختتام پر سوال وجواب کی محفل منعقد ہوئی اور شرکاء کی مشروبات سے تواضع کی گئی شرکائے مجلس میں انگلش لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

احمد آباد میں ختم نبوت کانفرنس:

۲۵ جون بعد از نماز عشاء احمد آباد کی جامع مسجد

میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جمعیت علمائے پاکستان اور ادارہ منہاج القرآن کے رہنما کانفرنس کے میزبان تھے۔ کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا' مجاہد ختم نبوت جناب عباس تمنا ایڈووکیٹ' مولانا عبدالرزاق مجاہد اور دوسرے رہنماؤں نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں سرحدی علاقہ کے دیہات سے لوگوں نے وفود کی شکل میں شرکت کی۔ کانفرنس میں حاضری مثالی تھی۔ عظیم الشان روایات کی حامل کانفرنس رات گئے خیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

خطبہ جمعہ عارف والا :

۲۶ جون جمعہ کا خطبہ جامع مسجد فاروقیہ عارف والا میں مولانا اللہ وسایا نے ارشاد فرمایا۔ حضرت مولانا عبدالوہاب مہتمم جامعہ فاروقیہ اور مولانا محمد صدیق صاحب رشیدی کے حکم پر دوسرے دن بعد از صبح آپ کا بیان جامع مسجد تبلیغی مرکز میں ہوا۔

بہاول نگر بار روم سے خطاب :

۲۷ جون بروز ہفتہ بہاولنگر کے بار سے عالمی مجلس کے رہنما مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ آپ نے اندرون و بیرون ملک قادیانی و عیسائی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ تقریباً دو صد وکلاء نے شرکت فرمائی اور بھرپور دلچسپی سے پروگرام میں حصہ لیا۔ شرکاء میں انگلش لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ بار روم کے عہدیداروں نے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے وکلاء کا شکریہ ادا کیا۔

ختم نبوت کانفرنس فیروزہ :

ضلع رحیم یار خان عالمی مجلس کے زیر اہتمام چار روزہ پروگرام منعقد ہوئے۔ پروگرام کے تحت ۲۸ جون بعد از ظہر جامع مسجد مرکزی مدرسہ مدینۃ العلوم فیروزہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا سید حامد علی شاہ صاحب' دامت برکاتہم نے صدارت فرمائی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمن درخواستی' مولانا خالد محمود دین پوری' مولانا حقانی' عالمی مجلس کے مرکزی رہنما مولانا خدا بخش' مولانا اللہ وسایا' مولانا حافظ محمد احمد کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس لیاقت پور :

۲۸ جون بعد از نماز عشاء مدرسہ قاسم العلوم لیاقت پور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا حماد اللہ درخواستی' حضرت مولانا عبدالقادر ماکانی' حضرت مولانا شفیق الرحمن درخواستی اور مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ مدرسہ قاسم العلوم کے مہتمم نے کانفرنس کی صدارت فرمائی۔

ختم نبوت کانفرنس ظاہر پیر :

۲۹ جون بعد از ظہر جامع مسجد مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان میں جمعیت علمائے اسلام ضلع رحیم یار خان کے امیر' استاذ العلماء شیخ التفسیر حضرت مولانا منظور احمد نعمانی کی صدارت میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ جامع مسجد کھچا کھچ سامعین سے بھری ہوئی تھی۔ جانشین حضرت دینپوری مولانا خالد محمود دین پوری' مولانا محمد حنیف حقانی' مولانا حافظ محمد احمد مبلغ مجلس رحیم یار خان اور عالمی مجلس کے مرکزی رہنما حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی اور مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس حضرت مولانا منظور احمد نعمانی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ حضرت مولانا منظور احمد نعمانی نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ ظاہر پیر نے تحریک ختم نبوت میں ہمیشہ بھرپور طریقہ سے حصہ ڈالا ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں خود مولانا منظور احمد نعمانی نے کراچی جاکر آرام باغ سے گرفتاری دی۔ اور ۳ ماہ تک سینٹرل جیل کراچی میں گزارے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مدرسہ کے تقریباً دس افراد نے گرفتاری دی۔ ۱۹۸۶ء میں اسی علاقہ میں شیزان قادیانی مشروب ساز فیکٹری کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی تحریک چلائی گئی۔ ظاہر پیر' سردار گڑھ' رکن پور وغیرہ علاقہ میں آج تک شیزان قادیانی کمپنی کا بائیکاٹ جاری ہے۔ مولانا نے سامعین سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

ختم نبوت کانفرنس خانپور :

۲۹ جون بعد از عشاء خانپور ضلع رحیم یار خان کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ عبداللہ بن مسعود میں عالمی مجلس کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا شفیق الرحمن درخواستی' مناظر اسلام مولانا خدا بخش' مولانا اللہ وسایا اور دوسرے رہنماؤں نے ایمان پرور بیانات کئے۔

رحیم یار خان بار روم سے خطاب :

۳۰ جون دوپہر کو بار روم میں رحیم یار خان کے قانوندانوں وکلاء حضرات سے حضرت مولانا اللہ وسایا نے خطاب فرمایا بار روم کھچا کھچ حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ وکلاء وعدلیہ کے اراکین نے شرکت فرمائی' حضرت مولانا قاری محمد اکمل صاحب خطیب غلہ منڈی' حضرت اقدس قبلہ مولانا قاضی عزیز الرحمن صاحب مہتمم جامعہ فاروقیہ نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے خصوصی دلچسپی لی۔ بار روم کے عہدیداروں نے بھرپور کامیاب پروگرام پر شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

ختم نبوت کانفرنس رحیم یار خان:

۳۰ جون بعد از عشاء جامعہ قادریہ کی جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا قاضی حفیظ الرحمن نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔ مہمانان خصوصی حضرت مولانا شفیق الرحمن درخواستی‘ حضرت مولانا خدا بخش‘ مولانا اللہ وسایا‘ حضرت مولانا عبدالرؤف ربانی نے ایمان پرور بیانات کیے۔

ختم نبوت کانفرنس بستی لکھن:

کیم جولائی دن کو صادق آباد بستی لکھن کے معروف دینی ادارہ مدرسہ مدینۃ العلوم میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا عبدالقیوم ہالیجوی دامت برکاتہم نے صدارت فرمائی۔ مولانا حقانی‘ حضرت شیخ التفسیر والحدیث مولانا شفیق الرحمن درخواستی‘ حضرت مولانا خدا بخش‘ حضرت مولانا حافظ احمد بخش اور مولانا اللہ وسایا اور مولانا خالد محمود دین پوری کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس صادق آباد:

کیم جولائی بعد از عشاء فیصل اکیڈمی جامع مسجد قبرستان والی صادق آباد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا محمد ادریس انصاریؒ کے جانشین حضرت میاں سعید احمد نے صدارت فرمائی۔ کانفرنس کے نگران اعلیٰ و منتظم حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب کی دعوت پر تمام شہر کے علماء‘ خطباء‘ وکلاء‘ تجار اور دینی و سیاسی رہنماؤں نے کانفرنس میں شرکت کی۔ مجاہد ملت مولانا عبدالرؤف ربانی‘ شیخ التفسیر مولانا شفیق الرحمن درخواستی اور مولانا اللہ وسایا کے تفصیلی بیانات ہوئے۔

سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس ربوہ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۳ جولائی بروز جمعہ صبح دس بجے جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن (ربوہ) صدیق آباد میں سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی۔ سرگودھا مجلس کے امیر قاری عبدالستار رندھاوا نے صدارت فرمائی۔ ملک کے معروف نعت خواں حافظ محمد شریف مٹن آبادی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ جامع مسجد محمدیہ کے خطیب مولانا محمد محبوب صاحب نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔ کانفرنس کے نگران اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدیق آباد کے منتظم اعلیٰ خطیب جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب تھے۔ واڈو کے مولانا عبدالواحد مخدوم‘ حضرت مولانا محمد مغیرہ خطیب احرار‘ حضرت مولانا احمد چاریاری‘ عالمی مجلس کے بزرگ رہنما حضرت مولانا خدا بخش‘ حضرت مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ ڈاور‘ مخدوماں‘ احمد نگر‘ کالووال‘ لالیاں اور دیگر گردونواح سے عوام نے قافلوں کی صورت میں شرکت کی۔ کانفرنس کے انتظامات کے لئے حضرت حافظ محمد یوسف امام مسجد محمدیہ ڈاکٹر شیر محمد مخدوم نے دوسرے رفقاء سمیت بھرپور حصہ لیا۔

مڈھ رانجھا میں سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس:

۴ جولائی بعد از عشاء جامع مسجد شکرانی مڈھ رانجھا ضلع سرگودھا میں سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی۔ جامع مسجد شکرانی کے خطیب استاذ العلماء حضرت مولانا عطاء اللہ نے صدارت فرمائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا نے خطاب فرمایا۔

ختم نبوت کے رہنماؤں کا اجلاس

لاہور (پ ر) تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں کا اجلاس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم ٹاؤن میں منعقد ہوا جس میں مولانا ظفر اللہ شفیق‘ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی‘ قاری‘ محمد رمضان‘ میاں محمد اویس‘ مولانا منظور احمد اور کثیر تعداد میں کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں کہا گیا کہ اگر گستاخ رسول ﷺ کی سزا کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم کی گئی تو حکومت کو بھرپور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اجلاس میں ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ گستاخی رسول ﷺ ارادتاً ہو یا غیر ارادی طور پر دونوں صورتوں میں جرم ہے۔ اجلاس میں مسیحیوں سے کہا گیا کہ وہ قادیانیوں کے ہاتھوں کھلونا بن کر امت مسلمہ سے لڑائی مول نہ لیں‘ بلکہ اپنے ہم مذہب کے لوگوں کو گستاخی رسول ﷺ سے اجتناب کی تلقین کریں۔

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
بہاولنگر میں تعزیتی اجلاس

بہاولنگر (نمائندہ خصوصی) گزشتہ روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے دفتر میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت نائب ناظم سید تحسین الاحد شاہ نے کی اس اجلاس میں مولانا سعید احمد‘ مولانا محمد طیب فاروقی‘ حافظ محمد عمر فاروقی‘ مولانا جمشید احمد‘ مولانا محمد انور‘ حافظ دین محمد‘ محمد اقبال وارثی‘ محمود اقبال راحت‘ حفیظ اختر شاکر اور ناظم دفتر ذوالفقار علی نے شرکت کی۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے امیر اور ممتاز عالم دین حضرت مولانا قطب الدینؒ کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی

اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ مولانا بشیر احمد آف سکھر کی اہلیہ اور مولانا عبدالعزیز جتوئی مبلغ کوئٹہ کی والدہ محترمہ کے ایصال ثواب کے لئے بھی قرآن خوانی کی گئی۔ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۹۸ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کا ماہانہ اجلاس ہوا اس اجلاس میں تمام عہدیداروں نے پورے مذہبی جوش و خروش سے شرکت کی۔ اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی۔ حافظ محمد عمر فاروقی نے تلاوت فرمائی اس اجلاس کی صدارت مولانا سعید احمد نے کی۔ اس اجلاس میں درج ذیل امور پر اتفاق رائے ہوا:

مولانا فیض احمد صاحب سے درخواست کی گئی کہ وہ قائم مقام امیر کی ذمہ داری نبھائیں مولانا قطب الدینؒ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ مورخہ ۱۲ جولائی بروز اتوار بعد نماز عشاء بمقام مرکزی جامع مسجد نادر شاہ بازار منعقد کیا جائے گا۔ شہر میں ہر حلقے کی سطح پر ایک باڈی تشکیل دی جائے گی ہر ماہ کے پہلے اتوار کو ماہانہ اجلاس ہوگا۔ مولانا محمد طیب فاروقی ہفتہ میں تین دن درس قرآن مختلف مساجد میں دیا کریں گے اور اس پروگرام کو مولانا جمشید صاحب' ناظم تبلیغ تشکیل دیا کریں گے۔ اجلاس میں مولانا قطب الدینؒ' مولانا بشیر احمد کی اہلیہ محترمہ اور مولانا عبدالعزیز جتوئی آف کوئٹہ کی والدہ محترمہ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی اس اجلاس میں مولانا سعید احمد' مولانا جمشید احمد' مولانا محمد انور' مولانا محمد طیب فاروقی' حافظ محمد عمر فاروقی' سید تحسین اور امداد شاہ' محمود اقبال راحت' حافظ دین محمد' محمد اقبال وارثی' حفیظ اختر شاکر اور ذوالفقار علی نے شرکت کی۔

اظہار تعزیت و دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ جناب مولانا محمد اسحٰق ساقی اور مرکزی دفتر ملتان کے مدرس قاری خادم حسین صاحب کے دادا مہر احمد بخش لانگ کا ۱۱۰ سال کی عمر میں بہاولپور میں انتقال ہو گیا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحوم انتہائی متقی اور پرہیزگار آدمی تھے۔ اکابرین ختم نبوت حضرت امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد مدظلہ' نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا بشیر احمد' مولانا خدا بخش' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا نذیر احمد تونسوی اور مولانا محمد اشرف کھوکھر نے مولانا اسحٰق ساقی اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کے لئے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور بروز قیامت رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔ (آمین)

بہاولپور میں ایک قادیانی اور ایک عیسائی خاتون کا قبول اسلام

بہاولپور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ حضرت مولانا محمد اسحٰق ساقی کے ہاتھ پر جامع مسجد الصادق میں ایک قادیانی نے صدق دل سے باہوش و حواس اسلام قبول کر لیا' ایک بڑے اجتماع کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی دجال پر لعنت بھیج کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں پناہ لے لی' تمام حاضرین نے خوش بخت نو مسلم کو قبول اسلام پر مبارکباد پیش کی۔

علاوہ ازیں ۳ جولائی ۱۹۹۸ء کو دفتر ختم نبوت بہاولپور میں ایک عیسائی خاتون نے اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر مولانا محمد اسحٰق ساقی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ نیک بخت نو مسلمہ خاتون کا اسلامی نام جمیلہ رکھا گیا۔ بعد ازاں نئے مسلمان ہونے والوں کی اسلام پر استقامت اور دارین کی فوز و فلاح کے لئے دعا کی گئی۔

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا کھوٹہ سے عالمی مجلس ختم نبوت بھکر کے امیر کے نام مکتوب

مکرمی جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی صاحب!

السلام و علیکم!

کامیاب ایٹمی تجربات پر آپ کی طرف سے پیغام تہنیت ملا' جس کے لئے میں آپ کا بے حد شکرگزار ہوں۔ آج سے ۲۲ سال قبل جس اہم مشن کی تکمیل کے لئے میں نے اس پاک دھرتی پر قدم رکھا تھا رب العزت کی مہربانیوں اور رہبری نے اسے آج کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچادیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کامیابی میں میرے رفقاء کار کی انتھک کوششوں کے ساتھ ساتھ ہر اس پاکستانی کی دعائیں اور کاوشیں بھی شامل ہیں جو وطن عزیز کو عظیم سے عظیم تر بنانے میں مصروف عمل ہیں۔

مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے وطن کی سربلندی کے لئے کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ (آمین)

فقط والسلام

آپ کا خیر اندیش

(ڈاکٹر عبدالقدیر خان)

نشان امتیاز

خطبات ختم نبوت

جلد دوم

ترتیب و تبویب **محمد اسماعیل شجاع آبادی**

جسمیں امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ، امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مشہور اہلحدیث مناظر مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا عبید اللہ انورؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ علامہ محمود احمد رضوی سمیت تمام مکاتب فکر کے چودہ علماء کرام کے پینتیس خطبات شامل ہیں۔

یہ خطبات برصغیر کے مذکورہ بالا نامور علماء کرام نے ختم نبوت کے اجتماعات سے فرمائے جو کاغذات، اخبارات و رسائل اور دینی جرائد کی دبیز تہوں میں چھپے ہوئے تھے۔

جنہیں ایک سال کی عرق ریزی اور محنت شاقہ کے بعد مجموعہ کی صورت میں پیش کیا گیا۔

جسکی تبویب محاذ ختم نبوت پر بیس سال سے مصروف خدمت مبلغ نے کی۔

جنہیں پڑھ کر آپ محسوس کریں گے کہ لاکھوں کے اجتماعات سے خطاب کرنے والے عظیم خطباء کی زبان مبارک سے آپ خود سماعت فرما رہے ہیں۔

صفحات 400 ۔ کمپوزنگ کتابت 68 گرام فلائنگ پیپر چار رنگا خوبصورت سرورق۔ مذکورہ بالا تمام خوبیوں کے باوجود ہدیہ صرف -/150 روپے۔ تاجروں اور جماعتی رفقاء کیلئے خصوصی رعایت۔ آج ہی رابطہ فرمائیں۔

ناشر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون : 514122

مجلس کے تمام دفاتر اور قریبی کتب خانوں سے طلب فرمائیں ۔ مندرجہ ذیل پتوں سے مل سکتی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد عائشہؓ ۵ حسین سٹریٹ مسلم ٹاؤن لاہور
فون : 5862404

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون : 7780337

REGD. NO. SS-160

تیرھویں عالمی

سالانہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

بتاریخ 9 اگست ۱۹۹۸ء بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے بروز اتوار

زیر سرپرستی حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام • قادیانیت کے عقائد و عزائم

مسئلہ جہاد • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور انکی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9، 9 ایچ زیڈ یو کے 0171-7378199